صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 13 جولائی 2020ء بمطابق 21 ذی القعدہ 1441 ہجری بعداز دوپہر تین بجکر اٹھائیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُO حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَO کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَO ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَO کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِO لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَO ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِO ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ۔

(ترجمہ): تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔ ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا پھر (سن لوکہ) ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں، اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اِس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔ تم دوزخ دیکھ کر رہو گے ۔ پھر (سن لوکہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اُسے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور اُس روز تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔ و آخِرُ الدَّعۡوَانا أَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِینَ۔

نشانزدہ سوالات اوران کے جوابات

Mr. Speaker: Questions: Question No. 6210, Mr. Mir Kalam Khan Sahib.

* 6210 _ جناب میر کلام خان: کیاوزیرامداد، بحالی وآبادکاری ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) سابقہ فاٹا کے مختلف سیکٹرز مثلاً آئی ڈی پیز کی دوبارہ آبادکاری سے متعلق فنڈز کو سیکیورٹی سیکٹرز کے لئے کیوں کاٹے گئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب محمد اقبال خان(وزیرامداد، بحالی وآبادکاری): (الف) سابقہ فاٹا میں آئی ڈی پیز کی آبادکاری کے لئے مختص شدہ رقوم / فنڈز میں سے ریلیف ڈیپارٹمنٹ نے سیکیورٹی سیکٹر کے لئے کسی قسم کی رقم کی کٹوتی نہیں کی اور تمام مختص شدہ رقوم آئی ڈی پیز کی بحالی پر خرچ ہوئی ہیں۔

جناب میر کلام خان: تھینک یو جناب سپیکر، مجھے کوسچن نہیں ملا ہے۔

جناب سپیکر: کمپیوٹر میں ہے ناجی، اس میں آپ Desktop کھولیں، یہ ان کا Desktop کھولیں آئی ٹی سٹاف کدھر ہے؟ اس میں ہے Desktop کو کھولیں، سیکرٹری صاحب بتارہے ہیں کہ لوڈ کیا ہوا ہے کہ Loaded ہے، آئی ٹی والے اتنے مصروف ہیں کہ یہاں ہاؤس میں اس وقت کوئی نہیں ہے، خوشدل خان صاحب ہو گیا، آئندہ آئی ٹی سٹاف ادھر موجود رہے۔ جی، میر کلام صاحب۔

جناب میر کلام خان: تھینک یو جناب سپیکر، وزیر برائے امداد وآبادکاری سے میرا کوسچن ہے کہ سابقہ فاٹا کے مختلف سیکٹرز مثلاً آئی ڈی پیز کی دوبارہ آبادکاری سے متعلق فنڈ کو سیکیورٹی سیکٹرز کے لئے کیوں کاٹا گیا ہے؟ جناب سپیکر، ایک تو یہ بات ہے کہ Written میں ہمیں جواب نہیں ملا ہے، خوشدل خان بھی کہہ رہا ہے تو کمپیوٹر میں میں نے دیکھ کے یہاں پر بالکل جناب سپیکر، سادگی سے لکھا ہوا ہے کہ ہم نے کوئی فنڈ سیکیورٹی کیلئے نہیں کاٹا ہے، تو جناب سپیکر، اس حوالے سے 11 اپریل 2020ء کو 'ڈان نیوز' میں ایک بڑی رپورٹ آئی تھی اور ساری کی ساری اس کنٹرولڈ میڈیا میں، ریموٹ کنٹرول سے چلنے والے میڈیا میں بہت سارے بیانات آئے تھے کہ سابقہ فاٹا کیلئے 32 ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے تھے، آئی ڈی پیز کی بحالی کیلئے اور سیکیورٹی کیلئے بھی 32 ارب اور 50 کروڑ روپے رکھے گئے تھے، اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس کو سیکورٹی کی مد میں بڑھا کر 53 ارب کر دیئے گئے ہیں اور آئی ڈی پیز کیلئے جو 32 ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے تھے، اس کو 17 ارب کر دیئے گئے ہیں تو جناب سپیکر، یہاں پر کنفیوژن یہ ہے کہ ہمارے منسٹر صاحب یا ہمارے ڈیپارٹمنٹ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس سے فنڈ نہیں کاٹا ہے، دوسری جانب اگر جناب سپیکر، '

ڈان نیوز' نے غلط رپورٹ شائع کی ہے یا اس میڈیا نے یہ بات غلط کی ہے تو اس کا بھی نوٹس لینا چاہیئے اگر وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ اس میں نوٹیفکیشن جاری کیا ہوا ہے جناب سپیکر، کہ وہ اس کو بڑھا کر 53 ارب روپے کر دیا گیا ہے، نوٹیفکیشن میں کہا گیا ہے کہ آئی ڈی پیز کی ترقیاتی سکیموں کیلئے مختص 32 ارب پارلیمنٹ سے منظور کیا گیا تھا، اس سے کم کر کے 17 ارب کر دیا گیا، تو جناب سپیکر، آج تک آئی ڈی پیز میں مجموعی طور پر 5 ارب روپے تقسیم کئے گئے ہیں۔ تو جناب سپیکر، یہاں پر نارتھ وزیرستان کے آئی ڈی پیز نے دو مہینے دھرنا دے رکھا تھا، ٹانک میں آئی ڈی پیز نے یوم محسود کے نام سے دھرنا دے رکھا تھا، تیراہ کے آئی ڈی پیز بھی یہ مانگ رہے ہیں تو جناب سپیکر، اگر ہمارے ساتھ فنڈز ہیں، تو ان لوگوں کو آج تک کیوں نہیں دیئے گئے ہیں؟ مہربانی۔

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you, Mir Kalam Sahib. Minister for Law, to respond please.

<u>جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون):</u> تھینک یو مسٹر سپیکر۔ سر، میر کلام صاحب ہمارے معزز ممبر ہیں اور انہوں نے ایک Relevant سوال پوچھا ہے سر، اس کا Basic مقصد کیونکہ وہ Public representative ہے اور ان کا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے، ان کا اور اس ہاؤس کا اور سارے ایلکٹیڈ لوگوں کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ جانیں کہ وہاں پر جو سختیاں سابقہ جو ہمارا فاٹا تھا، جو ابھی ضم شدہ اضلاع ہیں وہ لوگ جن سختیوں سے گزرے ہیں تو ان کی Reconstruction ان کی Rehabilitation اور مختلف ہیڈز کے نیچے حکومت کی First priority ہے، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اخبار یا ایک Media outlet کا بھی یہاں پر حوالہ دیا اور میرے خیال میں یہ تو حکومت کیلئے اچھا ہے کہ آج انہوں نے اس ایشو کو اٹھایا تاکہ یہاں فلور پر آج جواب آئے، تو کل ان شاء اللہ وہ رپورٹ بھی اسی طریقے سے ہوگا اور یہ Mis-impression یہ جو غلط Impression ہے اس کو Dispel کرنے میں بھی مدد ملے گی، میں ان کو یہ ایشورنس دلاتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جو ضم شدہ اضلاع کے جو متاثرین ہیں، ان کی جو Rehabilitation یا ان کے جو Reconstruction projects ہیں، اس سے پیسے کاٹ کے کسی اور مد کے نیچے وہ دیئے گئے ہیں، ایک تو میں فلور آف دی ہاؤس یہ ایشورنس دلانا چاہتا ہوں۔ دوسرا میرے پاس پوری ڈیٹیلز موجود ہیں 16-2015 سے لیکر 20-2019 تک اور یہ سر، تھوڑا سا اگر ہاؤس کی انفارمیشن کیلئے، اس میں تقریباً چار قسم کے ہیڈز ہیں، جس سے Rehabilitation اور Reconstruction کی Activities ضم شدہ اضلاع میں جاتی ہیں، اس میں کچھ Immediate

rehabilitation کی باتیں ہوتی ہیں چونکہ بہت سے لوگ بے گھر ہوگئے تھے، بہت سے لوگ اپنے ملک کے اندر ٹی ڈی پیز بن گئے تھے، Tribal Displaced Persons تھے اور گھر ان کے وہاں پر ختم ہوگئے تھے، حالات وہاں ایسے نہیں تھے کہ وہ اپنے آبائی گھروں میں رہ سکیں، تو ان کی Rehabilitation کیلئے، Immediate rehabilitation کیلئے الگ ہیڈ ہے، پھر Permanent reconstruction، گھر تباہ ہوگئے تھے جی، دکانیں تباہ ہوگئی تھیں، وہاں پر بزنس تباہ ہوگیا تھا اور ان کا ذریعہ معاش حالات کی وجہ سے ان سے چھین لیا گیا تھا، تو اس کیلئے الگ ہیڈ ہے، پھر ایک سی ایل سی پی کا ایک ہیڈ ہے جو اس کے نیچے ہوتا ہے، پھر سر، آخری کیش گرانٹ، جو ان کو کیش دیا جاتا ہے اور اس پراسیس میں سر، چونکہ میں بہت زیادہ خود As a Government Minister میں Involve رہا ہوں کیونکہ چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی، خاص کر اس میں میر علی اور میران شاہ کے جو بازار ہیں، ان کے جو شاپ کیپرز ہیں ان کو اور پھر وہاں پر جو پٹرول پمپس تباہ ہوگئے تھے، تو ان کیلئے وہ جو کمیٹی بنی تھی تو میں اس کو چیئر کر رہا تھا، فنانس منسٹر اس میں میرے ساتھ ممبر تھے اور میر کلام صاحب بھی ایک دو میٹنگز میں چونکہ وہ Represent کر رہے تھے تو وہ بھی آئے تھے، تو وہ ایشو بھی آدھا ہم نے حل کر دیا ہے، آدھے پر ہمارے ان کے ساتھ Negotiations ہیں تو سر، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے لئے Top priority ہے، یہ تو بالکل ہمارے سینے میں تو دل پھر نہیں ہوگا کہ اگر حکومت ان کے فنڈ سے کٹوتی کر کے کسی دوسری مد میں یہ فنڈ جائے، ایسی کوئی بات نہیں ہے، میرے پاس آج فنانس والے بھی بیٹھے ہیں اور ریلیف ڈیپارٹمنٹ والے بھی بیٹھے ہیں، میں یہ پورا مواد سر، جو فگرز اور Facts ہیں وہ میں میر کلام صاحب کو بھی دے دیتا ہوں، وہ بھی دیکھ لیں اور میرے خیال میں جب وہ دیکھیں گے تو ان کا یہ جو کنسرن ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you, Mir Kalam Sahib, satisfied.

<u>جناب میر کلام خان:</u> تھینک یو جناب سپیکر، ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ سلطان صاحب ہمارے دوست بھی ہیں اور سارے کے سارے کوئسچنز اس کے اوپر آتے ہیں، تو انہوں نے ڈیٹیل سے جواب دیا جناب سپیکر، ہم بھی ایسا نہیں کرتے کہ ہم خواہ مخواہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا ہے یا ایسا ہوگا، تو اس نے یہ جو ہمیں ایشورنس دلائی تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جناب سپیکر، اور یہ جو جواب ملا ہے اس کے حوالے سے اور یہ جو میڈیا نے غلط بیانی کی ہے، تو اس حوالے سے وہ کر لیں گے۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: Leave Applications: جناب ظاہر شاہ طورو صاحب، ایم پی اے،13 جولائی سے17 جولائی، جناب افتخار علی مشوانی، ایم پی اے، For today، جناب فیصل امین گنڈاپور صاحب،13 جولائی تا 15 جولائی، صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب، ایم پی اے، For to day سید احمد حسین شاہ صاحب، سپیشل اسسٹنٹ،13 جولائی تا 17 جولائی، جناب سراج الدین صاحب، ایم پی اے، For today جناب شفیق شیر آفریدی صاحب، ایم پی اے،13 جولائی تا14 جولائی، جناب وزیر زادہ صاحب، سپیشل اسسٹنٹ، For today جناب حاجی انور حیات خان، ایم پی اے،13 جولائی اور14 جولائی، جناب محمد نعیم خان تنولی، ایم پی اے For today، محترمہ مومنہ باسط صاحبہ، ایم پی اے، For today، محترمہ ماریہ فاطمہ صاحبہ، ایم پی اے، For today، محترمہ ثمر ہارون بلور صاحبہ، ایم پی اے، For today، سردار محمد یوسف زمان صاحب، ایم پی اے، For today، جناب امیر فرزند خان صاحب، ایم پی اے، For today۔

Is it the desire of the House that leave may be granted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker The Leave granted.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر، مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: دیتا ہوں، سب کو دیتا ہوں، آج بہت ٹائم ہے، آپ کے پاس بھی اور ہمارے پاس بھی۔

Mr. Speaker Item No.7. Janab Khushdil Khan Sahib, MPA, to please move his call attention notice No.. 1104, in the House.

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: سپیکر صاحب۔ بہت بہت شکریہ، میں وزیر برائے جنگلات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ پی کے۔70اور71 کے مضافات ازاخیل اور گڑھی چندن کے درمیان ہزاروں ایکڑ ناقابل کاشت اراضی ہے جو 'ساران' کے نام سے مشہور ہے، جس پر پی ٹی آئی کی گزشتہ حکومت نے بلین ٹری سونامی پروگرام کے تحت لاکھوں کی تعداد میں لاچی کے درخت اگائے تھے اور جس کی حفاظت و دیکھ بھال کیلئے محکمہ جنگلات کے عملے کے علاوہ کثیر تعداد میں ڈیلی ویجز پر مزدور بھی رکھے گئے تھے لیکن چند دن پہلے ان درختوں کو آگ کے ذریعے جلایا گیا جس کی وجہ سے صوبائی خزانے کو کافی نقصان پہنچا ہے، اس واقعہ کے بارے علم ہونے کے فوراً بعد میں اور صلاح الدین، ایم پی اے ہمراہ

جائے وقوعہ پر گئے اور جلتے ہوئے جنگل کو دیکھ کر بہت افسوس ہوا، بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس واقعہ کے بارے میں دو افراد کے خلاف پولیس اسٹیشن تتنی میں ایف آئی آر بھی محکمے نے درج کی ہے۔اس قسم کے واقعات ہمارے صوبے میں کثرت سے رونما ہو رہے ہیں، اس سے قبل دیر اور بونیر کے اضلاع میں اس قسم کے واقعات رونما ہو چکے تھے لیکن ان کے بارے میں حکومت نے خاموشی اختیار کی ہے۔ محکمہ ہذا کو چاہیئے کہ 'ساران' کے جنگل کے واقع کے بارے میں ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی بنا کے مخلصانہ تحقیقات کرائی جائیں، صرف ایف آئی آر درج کرانے سے محکمہ ہذا کے اہلکار و افسران، متعلقہ منسٹر بری الذمہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، اس میں جس طرح میں نے ذکر کیا کہ اس واقعہ کے بارے میں ایف آئی آر درج ہو چکی ہے اب معلوم یہ کرنا ہے۔ منسٹر صاحب ہاؤس کو یہ بتائیں کہ ایف آئی آر کے نتیجے میں پولیس نے کیا کارروائی کی ہے، اس میں گرفتاری ہو چکی ہے، اس میں ضمانت ہو چکی ہے، کیا کاروائی ہوئی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب یہ ہاؤس کو بتائیں کہ آیا محکمانہ ذمہ داری کیا ہے؟ صرف ایف آئی آر درج کرنے سے معاملہ تو ختم نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ آپ لوگ اگاتے ہیں اس پر ہمارے خزانے کے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور پھر اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس کو آسانی سے آگ لگا کر جلا دیتے ہیں، یہ تو اچھی بات نہیں ہوتی یہ تو گڈ گورننس میں بھی نہیں آتا ہے۔ تو منسٹر صاحب بتادیں کہ آیا اس میں کوئی ڈیپارٹمنٹل انکوائری کیلئے انہوں نے حکم دیا ہے یا ہو رہی ہے یا ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟ تھینک یو، سر۔

<u>Mr. Speaker:</u> Ji, Minister for Environment.

<u>سید محمد اشتیاق (وزیر ماحولیات):</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ تھینک یو جناب سپیکر صاحب، خوشدل خان صاحب، نے اس طرح بات کی ہے کہ ہم نے ایک ایسی جگہ پر جنگل اگایا ہے جو بالکل ناقابل کاشت تھی اور اس پہ صرف لاچی اگائے گئے تھے، تو ایسا نہیں ہے، اس کے اندر مختلف Species ہیں اور یہ 1375 ہیکٹر پر ہے اور جو نقصان ہمارا ہوا ہے وہ 148 ہیکٹر پر ہمارا نقصان ہوا ہے اور اب یہ بات کرنا کہ خود آگ لگائی گئی ہے، یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں خود کیوں آگ لگاؤں گا، ہماری پارٹی کیوں خود آگ لگائے گی؟ یہ عید کا دوسرا دن تھا اور وہاں پر لوگ پکنک کیلئے گئے اور ہمارے لوگ بھی جاتے ہیں اور وہاں پر ہزاروں لوگ پکنک کے لئے آتے ہیں اسی وجہ سے وہاں پر ہمارے ڈیلی ویجز پر چوکیدار ہیں وہ بھی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود اتنے بڑے علاقے کو کنٹرول کرنا اور اس کو سنبھالنا بڑا مشکل کام ہے، اس پہ ہم نے پولیس سے، 1122 سے بھی ہیلپ لی اور اللہ کے فضل سے ہم نے کوئی چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس آگ

پہ قابو پالیا جو کہ ہمارا جو کل رقبہ ہے اس کے 25 فی صد بنتا ہے لیکن یہ ایسے درخت ہیں کہ اللہ کے فضل سے آپ اس کو اگر دوبارہ بھی دیکھیں تو 75 فی صد اس میں دوبارہ اگ رہے ہیں اور اس میں ہم نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہم نے تین بندوں کی ایک کمیٹی بنائی، جس میں ڈی ایف او ہے اور دو تین ڈی ایف اوز اور بھی ہیں، وہ انکوائری بھی کر رہے ہیں اور متنی پولیس تھانے میں ہم نے ایف آئی آر بھی درج کی ہے۔ دوسری بات، آگ لگ جاتی ہے، دنیا کے جتنے ممالک ہیں، ان میں آپ دیکھ لیں، ابھی آسٹریلیا کو آپ نے دیکھ لیا، امریکہ میں آپ دیکھیں، کہیں بھی آگ لگ سکتی ہے، جنگل کے ساتھ ہمارا پرانا ایک وہ چل رہا ہے، تو میرا خیال ہے کہ اس میں انکوائری ہو رہی ہے جس میں ایک کمیٹی بھی بن گئی ہے، ایف آئی آر بھی کاٹی گئی ہے اور جو درخت، ہمارا جو مقصد تھا وہ دوبارہ اگ رہے ہیں، تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ان شاء اللہ، اور اس کے ساتھ بیٹھ کر ہم بات بھی کر سکتے ہیں سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ خوشدل خان صاحب۔

<u>جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ:</u> آپ ہاؤس کو ذرا بتادیں کہ ایف آئی آر کے بعد پولیس نے کیا کارروائی کی، کیا اس میں کوئی Arrest ہو چکا ہے، اس میں کوئی پروسیڈنگز ہوئی ہیں یا نہیں کہ بس ایف آئی آر تک محدود ہے؟ یہ ذرا مجھے آپ بتادیں یا پولیس والوں سے پوچھیں یا یہاں پر کوئی پولیس والے بیٹھیں ہوں گے، ان سے پوچھیں کہ اس میں کیا کارروائی ہوئی ہے؟ ٹھیک ہے آپ نے کمیٹی بنائی ہے I am grateful، یہ اچھی بات ہے اور اس کا ریزلٹ بھی ان شاء اللہ ہمیں آپ بتائیں گے کہ اس میں اس کا ریزلٹ کیا آگیا؟

<u>جناب سپیکر:</u> جی منسٹر صاحب۔

<u>وزیر ماحولیات:</u> ٹھیک ہے جی، میں اس پہ پتہ بھی کر لوں گا لیکن ایف آئی آر کے بعد پولیس کا کام ہوتا ہے، اس میں ہمارا کام ختم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ ہمارے ساتھ لنک ہوتے ہیں، اس میں ایسی کوئی نہیں ہے اور اس کے پیچھے Investigation بھی کریں گے اور ان کے ساتھ جائیں گے بھی ان شاء اللہ اور آپ کو بتائیں گے ان شاء اللہ، Next اگر کوئی موقع ملا تو ان شاء اللہ آپ کو بتائیں گے کہ اس میں ابھی کیا ہوا؟ ان شاء اللہ آپ کو بتائیں گے۔

<u>جناب سپیکر:</u> منسٹر صاحب، میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گھاس کی کٹائی کے بعد اکثر پہاڑوں کے لوگ خود آگ لگا لیتے ہیں تاکہ اگلی دفعہ زیادہ اچھا گھاس اگے، اس سے بھی بہت بڑے جنگلات کے

درختوں کی تباہی ہوتی ہے، تو میں یہ ریکویسٹ کروں گا کہ اس کے لئے کوئی سخت قسم کی قانون سازی کریں تاکہ کوئی بھی خواہ پکنک پہ جاتا ہے یا ویسے گھاس میں مزید اضافے کے لئے آگ لگاتے ہیں جس سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے تاکہ اس کا ہم سدباب کر سکیں کیونکہ ہمارے لوگ خود محض گھاس کے لئے آگ لگاتے ہیں اور جس سے بعض اوقات بڑے بڑے جنگل تباہ ہو جاتے ہیں، تو اس کے لئے سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔

وزیر ماحولیات: جناب سپیکر صاحب، بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں، اس طرح کے واقعات کو روکنا چاہیئے اور اس کے لئے ہم پوری کوشش کریں گے کیونکہ ہمارے پاس سٹاف کی کمی ہے، ہمارے پاس اتنے Fire equipments بھی نہیں ہیں، اس کے لئے ہم نے اس دفعہ پیسے رکھے ہوئے ہیں، ہمارے بجٹ میں اس میں ہم نے پیسے رکھے ہوئے ہیں اور خوشدل خان صاحب کے لئے کہ خوشدل خان صاحب، مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ دونوں بندے پکڑے گئے اور ضمانت پہ رہا ہو گئے ہیں، یہ دونوں بندے مجھے وہاں سے ہمارے سٹاف نے اطلاع دی کہ دونوں بندے پکڑے گئے تھے، ان کے خلاف انکوائری شروع ہے اور ابھی یہ ضمانت پہ ہیں۔

Mr. Speaker: بہت شکریہ۔ Ms. Humaira Khatoon Sahiba, MPA, to please move her call attention notice No.1130, in the House.

یہ کال اٹینشن ہے، اس پہ ڈیبیٹ تو نہیں ہے، حمیرا خاتون صاحبہ۔

محترمہ حمیرا خاتون: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں وزیر برائے محکمہ خزانہ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ پنشن لینے والے ہمارے بزرگ اور قابل قدر لوگ کئی کئی دنوں تک پنشن کے حصول کے لئے بینکوں کے چکر لگاتے ہیں، پنشن کی وصولی کے طریقہ کار کو آسان اور بائیو میٹرک کیا جائے نیز وہ افراد جو کسی معذوری کی وجہ سے گھروں اور ہسپتالوں میں بیڈز پر ہیں، ان کی پنشن کی ادائیگی ان کے گھروں تک یقینی بنائی جائے۔ اس کے علاوہ بھی جناب سپیکر صاحب، عام جو لوگوں کا ایک بڑا گھمبیر مسئلہ ہے، وہ اے جی آفس سے بہت زیادہ کرپشن کی شکایات ہیں، جس میں ان کی یہ شکایات ہیں کہ وہاں پہ رشوت دیئے بغیر ہمارا کوئی کام آگے نہیں ہوتا اور ہم کئی کئی چکر لگانے کے بعد بھی رشوت دینے پہ مجبور ہیں۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب۔

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): تھینک یو مسٹر سپیکر سر، یہ بڑا اہم ایشو ہے اور میں محترمہ حمیرا خاتون صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور چونکہ پنشنیئر ایک ایسا طبقہ ہے جو اپنی ساری زندگی سرکاری نوکری کرنے کے بعد ان کا یہی جو Honest لوگ ہوتے ہیں تو ان کا یہی گزارا ہوتا ہے پنشن کے اوپر، تو ظاہر ہے جو ان کا اپنا بھی گزارا اور ان کے گھر کا گزارا اور آخری جو ریٹائرمنٹ کی زندگی ان کی ہوتی ہے تو اس کے لئے یہی ایک Source ہوتا ہے سر، 2018ء سے پہلے یہ Manual system ہوا کرتا تھا، یہ جو پنشنز ملتی تھی، صرف تھوڑا سا میں بتا دوں کہ کچھ اقدامات حکومت نے Already کئے ہوئے ہیں آسانی پیدا کرنے کے لئے لیکن 2016ء میں جناب سپیکر، حکومت نے ایک Automation of Pension Payment System کے نام سے ایک پراجیکٹ شروع کیا اور اس میں جو Manual system جو پرانا سسٹم ہوا کرتا تھا، اس سے یہ Automation کی طرف اس میں Counter Payment System کو بھی تبدیل کر کے ڈائریکٹ کریڈٹ سسٹم کر دیا، اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے ڈائریکٹ کریڈٹ سسٹم کا کہ ان کے اکاؤنٹس میں یہ پیسے چلے جاتے ہیں۔ پہلے اس طرح نہیں ہوتا تھا، وہ کاؤنٹر کے اوپر ان کو پنشن ملتی تھی اور اس میں کرپشن کا بھی زیادہ خطرہ ہوتا تھا اور اس میں کسی پنشنیئر کو تنگ کرنے کی گنجائش زیادہ ہوتی تھی، تو اب یہ ڈائریکٹ کریڈٹ سسٹم ہو گیا ہے اور یہ ان کے Designated Bank Accounts میں ملک کے کسی بھی حصے میں اگر ان کا بینک اکاؤنٹ ہے تو اس میں چلی جاتی ہے۔ پھر دوسری بات، اس حکومت نے 20-2019 میں ایک اور پراجیکٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے شروع کیا ہوا ہے، پنشن ریفارمز کے حوالے سے اور اس میں سر، ابھی جس طرح ایشوز انہوں نے اٹھائے ہیں، ابھی رہتے ایشوز کیا ہیں جی؟ جس طرح انہوں نے کہا کہ اگر کوئی بہت زیادہ بیمار ہے اور کوئی جا نہیں سکتا بینک تک تو Obviously اس وقت تو حکومت نے یہ بھی کر دیا ہے کہ اے ٹی ایم کارڈز بھی ایشو کئے ہیں، وہ اے ٹی ایم کارڈ سے بھی Withdraw کر سکتے ہیں، وہ بھی ایک طریقہ ہے، خود بھی جا سکتے ہیں، مثلاً اے ٹی ایم کارڈ سے تو آپ گھر کے کسی کو جو آپ کا ایسا کوئی ہو کہ آپ اس کے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں وہ بھی آپ کے لئے Withdraw کر سکتا ہے، چیک کے ذریعے بھی یہ Withdraw کر سکتے ہیں لیکن اس میں بہتری کی گنجائش ہے، یہ ایک فیکٹر ہے کہ ان کے گھر کی دہلیز پر کوئی ایسا سسٹم بنا دیا جائے کہ کچھ لوگ اگر اپلائی کریں کہ ہم نہیں نکل سکتے ہیں گھر سے، ہمیں کوئی مجبوری ہے، تو اگر ان کے گھر پہ یہ پنشن دی جائے، تو یہ اس میں ایک عنصر ہے۔ اس میں ہم نے ایک کام ابھی تک کیا ہوا ہے کہ ہر سال پنشنیئرز کی جو

Verification ہوتی ہے، تو پہلے ان کو جانا پڑتا تھا ڈسٹرکٹ آفس میں، تو وہ ہم نے ایک سسٹم بنالیا ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے کہ اگر کوئی بیمار ہو، کوئی گھر سے نہ نکل سکے تو ان کے گھر پہ جا کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ان پنشنیئرز کی Verification کر لیتے ہیں، تو اسی طریقے سے بہت اچھی تجویز ہے، میرے خیال میں اس کو ویلکم کرنا چاہیئے اور اسی طریقے سے میرے خیال میں ایک یہ بھی اس میں ہو سکتا ہے کہ یہ پیمنٹ بھی گھر میں، اس کے لئے Obviously sir کوئی Safe guard بنانے پڑیں گے کہ اس میں کوئی ایسی کوئی بات پھر نہ ہو، Financial irregularity، تو سر، یہ تجویز لے لی ہے اور میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ اس تجویز کے اوپر آپ فوری دیکھ لیں کہ کس طرح عمل درآمد Safe guard کے ساتھ ہو، تاکہ بیمار پنشنیئرز جو گھر سے نہ نکل سکے، ان کے گھر کی دہلیز پر پنشن ملے۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>جناب سپیکر:</u> دے رہا ہوں، بس ایک دو چیزیں ہیں وہ ختم کر کے تو باقی سارا ٹائم پوائنٹ آف آرڈر کے لئے لیتا ہوں۔

مسئلہ استحقاق

<u>Mr. Speaker:</u> Mr. Bilawal Afridi, MPA, to please move his privilege motion No.69 in the House. Mr. Bilawal Afridi Sahib.

تھوڑا سا بزنس ہے اتنا سا۔

<u>جناب بلاول آفریدی:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> سر، یہ Important issues ہوتے ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> میں آپ کو وہ بھی دوں گا، پہلے آپ کو ہی ٹائم دوں گا۔

<u>جناب بلاول آفریدی:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، "میں نے ایک ضروری کام کے سلسلے میں اپنے بندے کو محکمہ ایری گیشن کے ایکسیئن ممریز کے پاس بھیجا، ایکسیئن میرے بندے کے ساتھ نہایت ہی بدتمیزی کے ساتھ پیش آیا اور اس نے کہا کہ ایم پی اے جو بھی کر سکتا ہے کر لے، میں کسی ایم پی اے کا نہ ملازم ہوں اور نہ ہی میں ان کو جوابدہ ہوں۔ جناب سپیکر، وہ میرے ساتھ کسی بھی کام میں کوآرڈینیشن نہیں کرتا، جب بھی میں ان سے کام کے سلسلے میں رابطہ کرتا ہوں تو کام کرنے کی بجائے بحث

ومباحثہ، تکرار اور بد معاشی پر اتر آتا ہے اور میرے مشورے کے بغیر میرے حلقے کے علاوہ دوسرے حلقے سے مختلف ملازمین بھرتی کروارہا ہے جو کہ غیر قانونی ہے حالانکہ حکومت نے ہر ایم پی اے کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے متعلقہ حلقے میں اس حلقے کے لوگوں کو بھرتی کریں گے۔اس وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔" تھینک یو جی۔

Mr. Speaker: The motion before the House is…..

لاء منسٹر صاحب، آپ کچھ کہنا چاہیں گے اس پہ؟

وزیر قانون: سر، چونکہ استحقاق کی بات ہے ایک آنریبل ممبر کے تو گورنمنٹ سپورٹ کرے گی کہ اس کو آپ کمیٹی میں بھیج دیں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the privilege motion moved by the honourable Member, may be referred to the concern….

جناب عنایت اللہ: کمیٹی تو نہیں ہے، تو پھر کیسے اس کو۔

جناب سپیکر: بن جائے گی جی کمیٹی۔ Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it, the matter is referred to the privilege committee.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) بابت خیبر پختونخوا انسداد منشیات مجریہ 2020 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No.8, the Minister for law, to please move that "the Khyber Pakhtunkhwa Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2020" may be taken into consideration at once.

Minister for Law: Thank you, Mr. Speaker……

جناب سپیکر: مجھے صرف دو منٹ دے دیں، میں سارا ایجنڈا ختم کرکے پھر آپ کی طرف آجاتا ہوں۔

Minister for Law: I wish to move that "the Khyber Pakhtunkhwa, Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2020" may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that "the Khyber Pakhtunkhwa, Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2020" may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. 'Clauses 1 to 13 of the Bill': Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 1 to 13 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to 13 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it; Clauses 1 to 13 stand part of the Bill. Preamble and long title also stand part of the Bill.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) بابت خیبر پختونخوا انسداد منشیات مجریہ 2020 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: 'Passage Stage'. The Minister for law, to please move that "the Khyber Pakhtunkhwa, Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2020" may be passed.

Minister for Law: Sir, I wish to move that "the Khyber Pakhtunkhwa, Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2020" may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that "the Khyber Pakhtunkhwa, Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2020" may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it, the Bill is passed.

قرارداد

Mr. Speaker: Item No.10. 'Resolution'. The honourable Minister for Law, to please move the resolution under Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan in the House, honourable Law Minister, Ji Law Minister.

Minister for Law: Sir, I hereby move in pursuance of Article 144 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 'the Provincial Assembly of the Khyber Pakhtunkhwa hereby resolves that the Majlis-e-Shoora (Parliament), may by law regulate the subject of Ruet-e-Hilal.'

Mr. Speaker: Is it the desire of the House is that the resolution moved by the honourable Member may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it, the resolution is passed unanimously.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، جناب سپیکر صاحب۔

محترمہ ملیحہ علی اصغر خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ابھی میری عرض سن لیں، میری عرض سنیں نا، میں دیتا ہوں ٹائم ابھی، باقی ایجنڈا ---(شور)--- سن لیں، سن لیں دے رہا ہوں، دے رہا ہوں سن لیں۔ ابھی ہمارا باقی ایجنڈا کمپلیٹ ہوا، صرف Discussion under rule 73 on adjournment motion No.168 of Mr. Ahmad Kundi یہ رہتی ہے، اس سے پہلے ہم تین چار پوائنٹس آف آرڈر لے لیتے ہیں، پہلے نگہت اورکزئی صاحبہ کا، پھر آپ کا لے لیتے ہیں ٹھیک ہے، جی نگہت اورکزئی آپ کا اور آپ کا ایک ہی وہ ہے۔

محترمہ ملیحہ علی اصغر خان: ایک ہی بات ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جی جی، ایک ہی بات ہے جناب سپیکر صاحب، دیکھیں میں اور ملیحہ لودھی صاحبہ ایک ہی ایشو پہ بات کرنا چاہتے ہیں اور خاص طور پہ سمیرا شمس بھی اس میں ہمارے ساتھ شامل ہیں اور پوری CAUCUS اور پوری جتنی بھی یہاں پہ لیڈیز ہمارے ساتھ شامل ہیں جناب سپیکر صاحب، یہ بل آتے جاتے رہیں گے، یہ بل یہاں پہ Implement ہوتے بھی ہیں، Implement نہیں بھی ہوں گے لیکن جس چیز کے لئے اگر خاتون اٹھتی ہے تو وہ کوئی Important Issue ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، تیمر گرہ میں ایک بارہ سالہ بچی کو سر، متوجہ ہوں پلیز، توجہ چاہتی ہوں آپ کی ----

جناب سپیکر: بالکل توجہ ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر، بارہ سالہ بچی کی شادی کر دی گئی ہے ایک تیرہ سالہ بچے کے ساتھ اور جب شادی ہو رہی تھی تو بارات کے دن اس بچی کو ہاتھوں میں کیونکہ وہ معذور تھی، ہاتھوں میں اٹھا کے اس کو رخصت کیا گیا اور 13 دن کے بعد اس کے ماں باپ کو یہ اطلاع ملی کہ وہ بچی فوت ہو گئی ہے شادی کے 13 دن بعد، بچے کی عمر تیرہ سال تھا اور بچی کی عمر بارہ سال تھی، رپورٹ یہ ملی ہے کہ اس بچی کے جسم پہ بے تحاشا تشدد کے نشانات تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرہ سالہ بچہ اس کے جسم پہ تشدد کے نشانات نہیں ڈال سکتا اور جو بچی معذور ہے جو بچی جس کو ہاتھوں میں اٹھا کے اگر اس کو رخصت کیا گیا ہے سر، اس میں دو چیزیں Involved ہوتی ہیں، ایک تو اس میں آپ کی جو کمیٹی ہے، اس پر جو ایک تو Early Child

Domestic Violence دوسرا وہ ابھی تک پینڈنگ پڑا ہوا ہے، وہ Marriage Bill ہے، دو چیزیں اس میں Involved ہوتی ہیں جناب سپیکر صاحب، اس پر میں اور ظاہر ہے اس پہ ملیحہ اصغر صاحبہ بھی بات کریں گی اور اس پہ سمیرا شمس بھی بات کریں گی چونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جو خواتین کی 52 فی صد کے ساتھ اکثر پیش آتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر صاحب، آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے، ہم لوگ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، وہ بل یہاں سے پاس ہوا لیکن ان درندوں کو سبق ابھی تک نہیں ملا، چار جگہوں پہ، چارسدہ میں تیرہ سال کی بچی کو تین لوگوں نے اس کو ریپ کیا، اس کی عزت کو داغدار کیا اور پھر اس کے بعد تینوں بھاگ گئے پولیس ابھی تک ان کو پکڑنے میں ناکام پینڈنگ رہی۔ اسی طرح کا دوسرا واقعہ وہ بھی ہمارے کے پی میں پیش آیا، تیسرا واقعہ بھی کے پی میں پیش آیا جناب سپیکر صاحب، جب تک ہم کسی ایک کو عبرت کا نشانہ نہیں بنائیں گے تب تک تو یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا، چلتا ہی رہے گا، چلتا ہی رہے گا۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ملیحہ اصغر صاحبہ، ان کا بھی یہی پوائنٹ تھا جی۔

محترمہ ملیحہ علی اصغر خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، سب سے پہلے تو میں Correction کرلوں جناب سپیکر، میرا نام ملیحہ علی اصغر خان ہے، میں ملیحہ لودھی نہیں لیکن ملیحہ لودھی اتنی Famous ہیں کہ سب مجھے انہی سے ایسوسی ایٹ کرلیتے ہیں جو کہ اچھی بات ہے۔ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے سپیکر صاحب، آج اخباروں میں بھی آیا ہے، تیمرگرہ کا جیسے نگہت صاحبہ نے بتایا کہ بارہ سالہ بچی کی پہلے شادی کی اور پھر اس کا Murder کر دیا گیا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ پیش آیا ہے ادھر تورغر میں، جہاں پہ گیارہ سالہ بچی کی شادی زبردستی کی گئی اور اس طرح کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ میری آپ سے صرف یہ درخواست ہے کہ ایک تو ہمارا Child Marriage Bill جو کہ According to the Minister approved ہو چکا ہے، کیبنٹ میں وہ ابھی تک پاس کیوں نہیں ہو رہا ہے اور آپ لوگ جو بھی سمجھتے ہیں ہم لوگوں نے تو عمر 18 سال تجویز کی ہوئی ہے لیکن آپ لوگ جو بھی عمر ٹھیک سمجھتے ہیں، کم از کم اس بل کو پاس تو کر دیں تاکہ کوئی ایک معاشرے میں کسی قسم کا ان کو ڈر ہو، خوف ہو، کسی قانون کے تحت ایسے لوگوں کو سزا دی جائے کیونکہ بغیر قانون کے ہم لوگوں کو سزائیں تو نہیں دے سکتے، کس قانون کے تحت، ہم کہیں کہ بارہ سالہ یا تیرہ سالہ بچی کی شادی نہ کریں کیونکہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ Domestic Violence Bill کی آپ نے کمیٹی بنائی اور آپ نے کہا کہ کمیٹی کی ابھی تک ایک بھی

Sitting نہیں ہوئی ہے،اس میں کیا ایسی مشکلات ہیں؟ پچھلے پانچ سال سے ہم Domestic Violence کو لے کے چل رہے ہیں، پنجاب پاس کر چکا ہے، سندھ پاس کر چکا ہے، یہ کیا ایسا بل ہے جو ہم لوگ پاس نہیں کر سکتے؟ تو پلیز اگر Domestic Violence Bill میں کوئی ایسی شقیں ہیں ان کو ڈسکس کیا جائے اور کلیئر کیا جائے، یہ شرمناک ہے کہ آج تک کے پی میں Domestic Violence Bill پاس نہیں ہو چکا ہے، جو All over پاکستان میں پاس ہو چکا ہے اور ہم لوگ باتیں کرتے ہیں نئے پاکستان کی، جہاں پہ ابھی تک گھریلو عورتوں پر تشدد اور اس طرح کی، یعنی اس چیز سے ہی ہم باہر نہیں نکلے ہوئے ہیں اور بارہ سالہ بچی کی شادی کرتے ہیں اور ہم اٹھارہ سال کہتے ہیں لیکن اگر آپ بارہ سال، اٹھارہ سال نہیں مانتے تو سولہ سال تو ہو سکتی ہے نا لیکن کونسا اسلام ہے آپ لوگوں کا، کونسا اسلام ہے جو ہمارا نہیں ہے اور اسی اسلام کے تحت جو آپ کو لگتا ہے کہ بالکل ٹھیک ہے،اس کے مطابق ہی کم سے کم قانون بنادیں کہ اس قسم کے جو واقعے آئے دن ہوتے رہتے ہیں وہ نہ ہوں اور سب سے Important چیز یہ ہے کہ آپ اس میں ضرور تحقیقات کا حکم دیں، یہ جو تیمر گرہ میں ہوا ہے اور جو کیا کہتے ہیں تورغر میں واقعہ ہوا ہے، آپ پلیز اس کا پرسنل نوٹس لیں اور پولیس سے انکوئری کرائیں اور انکوائری تک اس پر بات نہ کریں، پولیس کل آکے آپ کو رپورٹ دے اور ہم چاہتے ہیں کہ کل آپ ہمیں اس کے بارے میں اپ ڈیٹ فراہم کریں۔ تھینک یو ویری مچ۔

<u>محترمہ سمیرا شمس:</u> جناب سپیکر صاحب، میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتی ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> سمیرا شمس صاحبہ کا مائیک کھولیں، سمیرا شمس صاحبہ، جی ڈاکٹر صاحبہ۔

<u>محترمہ سمیرا شمس:</u> شکریہ سپیکر صاحب، میں نگہت بی بی کی بھی مشکور ہوں، خواتین کا جب بھی کوئی ایشو آتا ہے تو ہمارے ساتھ اپوزیشن کی طرف سے سب خواتین کھڑی ہوتی ہیں اور نگہت صاحب ان کو Lead کرتی ہیں، ملیحہ بی بی ہماری چیئرپرسن ہیں "ویمن پارلیمنٹری کاکس" کی اور میں سمجھتی ہوں کہ کل جو واقعہ تیمر گرہ میں پیش آیا ہے میرا تعلق بھی ضلع دیر لوئر سے ہے اور میں تیمر گرہ سے ہوں، میں خود کو ایسا Feel کر رہی ہوں کہ میں مجرم ہوں، میں اسمبلی میں بیٹھی ہوئی ایک Representative کی حیثیت سے خواتین کی، لیکن ادھر اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی قانون ہی نہیں ہے کہ ہم اس کو Manage کر سکیں یا اس قانون کے تحت اس حادثے کو، ان کے مجرمان کو گرفت میں لا سکیں۔ باقی باتیں تو دونوں میڈم صاحبان نے کر دی ہیں، میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گی، میری یہی

درخواست ہوگی کہ تیمر گرہ والے ایشو پہ انکوائری بٹھا کے رپورٹ آپ کو پیش کی جائے اور اس کی ایسی عبرتناک سزا ہو کہ باقی اگر کوئی ایسی حرکت کرنے کا سوچتا بھی ہے تو وہ خوف اٹھے۔ Child Marriages کے حوالے سے میری خواہش ہے جو ہمیں اس سے پہلے بتایا گیا کہ وہ بل اسمبلی تک آچکا ہے لیکن Pursue کرنا چاہیئے اور دوسرا Domestic Violence Bill پر جو کمیٹی بنی ہے اس کی ایک میٹنگ تو کال ہونی چاہیئے نا۔

(اس مرحلہ پر جملہ خواتین اراکین اپنی نشستوں پر کھڑی ہوگئیں)

محترمہ سمیرا شمس: جی سپیکر صاحب، آپ ہماری Unity کو دیکھ رہے ہوں گے اور میرے خیال سے اس میں جس طرح ہو سکے سب کو مل بیٹھ کے اور سب کا Opinion لے کر اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ہمیں اس چیز کو Tackle کرنا ہوگا۔ شکریہ، سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: تھینک یو، ایک تو مجھے یہ بتایا جائے کہ Child Marriage Bill کی کیا پوزیشن ہے؟ لاء منسٹر صاحب یا آپ سوشل ویلفیئر منسٹر، آپ بتائیں کہ Child Marriage Bill اور Domestic کی میں بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب ہشام انعام اللہ (وزیر سماجی بہبود): میں سب کو جواب دے رہا ہوں، سب کو۔

جناب سپیکر: جواب سن لیں۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر سماجی بہبود: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جی جناب سپیکر صاحب، بڑی مہربانی آپ کی کہ آپ نے مجھے ان کو جواب دینے کا موقع بھی دیا اور کچھ ایسی چیزیں ہیں جو میں ان کے سامنے ان کو Facts بتادوں۔ یہ جتنی یہاں پہ آنریبل ممبرز بیٹھی ہیں، سب میری بہنیں ہیں، میں ان کو بتاتا چلوں کہ جب آپ کو کسی چیز کا Solution چاہیئے ہوتا ہے تو You have to think practically and you have to be involved every day . یہ جو واقعہ ہوا ہے اس بچی کے ساتھ، نائلہ اس کا نام تھا، ثمر باغ میں محبت کوٹھے ایک گاؤں ہے، اس میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس کی دو پہلو ہیں، ایک تو یہ ہے کہ اس کی شادی ہوئی، اس کے بعد اس کے ساتھ تشدد ہوا، اس کی عمر کم تھی بارہ سال مجھے بتائی گئی ہے اور ایک پہلو یہ ہے اس کا جو Father in-law تھا وزیر اور اس کا جو Husband ہے امین اللہ، اس نے یہ تشدد کیا تھا۔ دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ یہ باپ کے گھر میں گئی تھی اور وہاں پہ She died، ابھی فرانزک رپورٹ آنی ہے، میں آپ سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں اور جو ہماری پولیس کے یہاں پہ

If possible, Representativesہیں، ان سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ جلد سے جلد within two days we should get the forensic reportاور اس پر کارروائی ہونی چاہیئے۔اس کے علاوہ خاص کر چونکہ اپوزیشن کو تو زیادہ پتہ نہیں ہوگا لیکن میری پارٹی کے جو آنریبل ممبرز ہیں، وہ یہاں پہ زیادہ چیخ رہی ہیں، توان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ It is not only Bill that you passed, the first thing is that early childhood marriage,کے خلاف جو بل گیا تھا کیبنٹ میں It was not approved from the cabinet, find out, why not? find out،میں نے پھر ریکویسٹ کی ہے اور آج آپ کو سپیکر صاحب، ریکویسٹ کرتا ہوں کہ I am for it،میرے گھر میں میری چھوٹی بچیاں بھی ہیں اور جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو I see my children۔۔۔۔(شور)۔۔۔۔آپ میری بات سنیں پھر اس کے بعد آپ Protestکریں جی،ایک منٹ جی The minutes of the cabinet meeting

<u>Mr. Speaker:</u> The Floor is with the Minister Sahib, please take your seats ان کی بات سن لیں پھر اگلی بات میں بھی کروں گا،آپ بھی کریں۔

<u>وزیر سماجی بہبود:</u> اچھاLet me explainسر، میں پھر آپ سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ The S.O cabinet should be directedکہ یہ بل جلد سے جلد اگلی کیبنٹ میں لے کے آئیں And I request the honourable cabinet membersکہ وہ میرے ساتھ اس وقت They should agree with me, so that we can pass this Bill. This is important according to our law, any child, any person who is below the age of eighteen, is considered a child. If it is a child, anyone who is below eighteen, especially the girls, they should not get marriage unless and untill they are eighteen. If we pass the Bill, it becomes an Act, then we can implement the policy،تو یہ میری ریکویسٹ ہے اپنے ممبرز سے۔دوسری بات Domestic Violence Bill, Domestic Violence Billآج۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> منسٹر صاحب، یہ بتائیں کہ Child Marriage Billکیبنٹ میں گیا تھا؟

<u>وزیر سماجی بہبود:</u> جی گیا تھا، When I was not the Social Welfare Minister at that timeگیا تھا اور Due to some valid reasons, it was deferred.

جناب سپیکر: ہم لاء منسٹر سے بھی پوچھیں گے اس سلسلے میں کہ کیبنٹ نے کیوں نہیں پاس کیا تھا پلیز ب ---(شور)--- وہ Reasons بتائیں گے نا۔ نگہت بی بی، وہ Reasons بتائیں گے۔ جی منسٹر صاحب

دوسری بات جو Domestic Violence Bill ہے اس پہ ہماری ایک سلیکٹ کمیٹی بنی ہوئی ہے اور اس کو آپ چیئر کر رہے ہیں، پہلے آپ منسٹر نہیں تھے----

وزیر سماجی بہبود: بالکل جی۔

جناب سپیکر: ابھی آپ منسٹر ہو گئے ہیں، اس کا Immediately اجلاس بلائیں اور Within one month اس کو فائنل کر کے لے آئیں۔

وزیر سماجی بہبود: سر، میں اس کے بارے میں تھوڑا آپ کو بتادوں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر سماجی بہبود: Domestic Violence Bill جو ہے Domestic Violence Bill, it is on record کہ میں نے تین مہینے پہلے سیکرٹری سوشل ویلفیئر کو کہا ہے کہ اس کا ڈرافٹ مجھے دیں Re-amended draft, because there are certain amendments that have been proposed in the Domestic Violence Bill, that are in contradictions with the law of the federal government. Sir, you are very well aware یہی پرابلم ہماری Child Protection Bill میں تھی، جو Child Protection and Welfare Bill میں تھی تو اس کے لئے Re-amendments are in process, it will be done ان شاءاللہ Within a month, I commit کہ ہم وہ کرلیں گے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔

وزیر سماجی بہبود: تیسری بات، تیسری بات جی-----

جناب سپیکر: ان کو ختم کرنے دیں نا۔ Please take your seat, please take your seat، دیکھیں وہ جواب دے رہے ہیں، آپ نے کوئی جواب نہیں دینا، آپ نے کو سچن ہی کرنا ہے، تو وہ بڑا Nicely آپ کو جواب دے رہے ہیں کہ ایک مہینے کا ٹائم دیا ہے، انہوں نے کہا ہے، ٹھیک ہے میں ایک مہینے کے اندر Domestic Bill لے کر آؤں گا۔ دوسرا ابھی Child Marriage کی بات شروع ہے، ابھی میں---

وزیر سماجی بہبود: جی میری بات آپ سنیں Let me explain, if you are not satisfied
آپ ساری باتیں پھر کریں I will answer۔ اس بل کے علاوہ جو آپ کی Already
concerned چیزیں ہیں جو کہ Already according to law موجود ہیں سسٹم میں، وہ کیوں
نہیں فعال ہو سکیں؟ اس دن ایک آرٹیکل آیا تھا، اس کے بارے میں بھی آپ کو تھوڑا بتا دوں Because
it is related to the incident that took place in Timergara، آپ کے پاس
Child Protection Units ہیں بارہ اضلاع میں، 31 مارچ 2019 سے وہ فعال نہیں ہوئے، میں
تو ابھی سوشل ویلفیئر کا منسٹر آیا ہوں، کہ Try to find out why they have not been
functionalized? آپ کا چائلڈ پروٹیکشن آفیسر کمیشن میں اوپر ایک The main Chief
Protection Officer کی پوسٹ خالی ہے چھ سال سے، Find out why it is not, why it
has not been filled? مجھے پتہ ہے کہ کیوں نہیں ہے؟ میں آپ کو بتا رہا ہوں، میں آپ کے
اوپر نہیں لا رہا ہوں But get your facts straighten out and then talk، میری بات
سنیں جی چائلڈ پروٹیکشن آفیسر کا جو معیار انہوں نے رکھا تھا، No board اور No
commission، اس کے آپ جب بھی ممبرز اپوائنٹ کرتے ہیں It cannot be appointed
through ESTA Code Procedure. ESTA Code Procedure is for the
government employees, آپ کے چائلڈ پروٹیکشن آفیسر کی پوسٹ چھ سال سے خالی ہے؟ اس
لئے ہے کہ Because concerned secretariat نے جو Criteria رکھا تھا وہ ایسٹا کوڈ کا تھا، وہ
میں نے Change کیا ہے 3rd of March it is on record, 3rd of March, 2020, I
have directed them to make certain nomination council, so that a
Child Protection Officer can be appointed, the Chief Protection
Officer, Child Protection Units آپ کے فعال کیوں نہیں ہیں؟ Because you
have been allocated a budget of ninety six posts in this year, in the
previous year 2019-20 لیکن They still could not be functionalized. Sir
the reason for that was according to the law, the Child Commission
has Service Regulations, the Service Regulations did not reflect the
posts which were reflected by law, you cannot appoint anyone on
the post that has not been reflected in the service regulations. اس کی
امینڈمنٹ میں نے کی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب، یہ ساری باتیںRelated to the departmentہیں Now, you are the honourable Minister، جو بھی وہ چیزیں ہیں آپ ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کررہے ہیں،It's goodاوران کومزید بہتر کرلیں تاکہ اس طرح کی جو چیزیں ہیں کہ پچھلے اتنے عرصے سے نہیں ہوئیں اگر نہیں ہوئیں تو بھی ہماراFaultہےBecause پچھلے تین چار سال سے ہم ہی ہیں، تواس لئے اس کی بھی انکوائری کریں کہ کیوں نہیں ہوا؟ جو بھی چیزیں ہیں ان کو آپ لے لیں۔اس وقت جو چیز ہماری زیر بحث ہے وہ دو ہیں،ایک آپ نے جواب دے دیاDomestic Violenceکا کہ میں ایک مہینے کے اندر اس کی رپورٹ لے آؤں گااور اس کو ہمLegislateکرلیں گے۔ Child Marriage Bill کیبنٹ میں گیااور وہ Approveنہیں ہوا، ہم ذرالاء منسٹر سے جاننا چاہیں گے کہ اس میں کیا کوئی اسلامی نظریاتی کونسل کاایشو تھا یا کوئی اور چیز تھی؟اگر آپ ابھی جواب دینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ کل دے دیں۔

جناب سلطان محمد خان(وزیر قانون): سر، میں اس پر بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

(شور)

جناب سپیکر: کس پر؟

وزیر قانون: سر، دونوں ایشوز پر میں بتادیتا ہوں۔

(شور)

جناب سپیکر: یہی بات ہے،اس میں کوئی نئی کیاایڈیشن ہوگی؟۔۔۔(شور)۔۔۔دیکھیں، جی جی، عنایت اللہ خان صاحب۔

جناب عنایت اللہ: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جناب سپیکر صاحب، یہ جو تیمر گرہ والا واقعہ ہے،اس پر توہم میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے،اس پر تو قانون حرکت میں آجائے گا،اس پر تو پولیس گرفتاری کرے،اس پر تو پولیس سزادے دے،اس پر تو302 کا کیس بنتا ہے، جو بھیCulpritsہوں اس کو سزادی جائے۔آپ اس کوChild Marriageکے ساتھ نتھی کرتے ہیں تو یہ دوسرا ایشو ہے، یہ آپ خلط مباحثہ کرتے ہیں،چیزوں کو Mixکرتے ہیں۔حضرت عائشہؓ دس بارہ سال کی عمر میں، احادیث سےProvedہے، Fact ہے،اس کی شادی ہوئی تھی، یہ لاء سینٹ کے اندر آیا ہے،وہاں سے پاس نہیں ہوا ہے،اس پر اسلامی نظریاتی کونسل کیOpinion موجود ہے،اس لئے میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ یہ

صرف خواتین کاdomain Exclusivelyنہیں ہے،یہ ہماری بہنیں ہیں، ہم خواتین کیProtection میں، Rightsمیں، ہر بات میں ان کے ساتھ ہیں لیکن یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، یہUnited States of Americaنہیں ہے، یہUnited Kingdomنہیں ہے،یہاں جو لاز بنیں گے وہIn accordance with Quran and Sunnahبنیں گے،اس آئین پر ذوالفقار علی بھٹو نے بھی دستخط کئے تھے،اس پر ولی خان مرحوم نے بھی دستخط کئے تھے،اس پر پروفیسر عبد الغفور احمد نے بھی دستخط کئے تھے، اس پر مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی دستخط کئے تھے، یہ ایک متفقہ ڈاکومنٹ اور دستاویز تھی، یہ چیزیں میں اپنے آپ سے نہیں کہہ رہا ہوں،اس پر مولانا مفتی محمود صاحب نے بھی دستخط کئے تھے، یہ ایک متفقہ ڈاکومنٹ ہے،یہاں جو لیجسلیشن ہو گی وہ اسی Constitution کے مطابق ہو گی، اسی اور انہی لاز ء کے اندر ہوں گی۔Domestic Violence Billکے اندر بھی بات یہ تھی کہ یہ پچھلے Tenureکے اندر نشاندہی پر اس کو ریفر کیا گیا تھا اسلامی نظریاتی کونسل کو،اسلامی نظریاتی کونسل نےVetکرکے اس بل کو بھیجا، جب آپ نے یہاں بلIntroduceکر دیا، ہم نے بل دیکھ لیا، ہم نے اس بل کے اوپر امینڈمنٹس جمع کیں اور وہ بل نہیں تھا جو اسلامی نظریاتی کونسل نے Vetکرکے آپ کے پاس بھیجا تھا، ہماریContentionیہ تھی کہ دیکھئے ہمDomestic Violence کے مخالف ہیں، ہمارا دین، ہمارا مذہب شوہر کو یا شوہر کی فیملی کو یا بھائی کو کسی کو یہRightنہیں دیتا کہ وہ Physicallyخواتین پر، خواہ وہ بہن ہو، خواہ وہ بیوی ہو یا ماں ہو یا کوئی دوسری رشتہ دار ہو، اس پرViolenceکرے لیکن اس بل کے اندرViolenceکے علاوہ باقی بھی چیزیں تھیں، جب آپ ایک چیز کے ساتھ دوسری چیزیں مکس کرتے ہیں تو پھر معاملات خراب ہو جاتے ہیں،اس لئے آپ اگر Violenceکے حوالے سے بل لانا چاہتے ہیں،Physical violenceکے حوالے سے لانا چاہتے ہیں، اس میں ہم آپ کا ساتھ دیں گے،اس میں ایسی چیزیں تھیں جو قرآن اور سنت کے ساتھ Contradictکر رہی تھیں،اس لئے ہم نے اس پر امینڈمنٹس پیش کیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ بل آپ نے سلیکٹ کمیٹی کو ریفر کیا تھا، بھائی ہم نے اس وقت یہ تجویز دی تھی کہ یہ بل آپ دوبارہ اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجیں، وہConstitutionاورRules of Businessکے تحت، جناب سپیکر صاحب، ہم یہ کہنا چاہتے ہیں، یہ بھی خواتین ہیں، یہ بھی خاتون ہے، یہ بھی خاتون ہے، یہ بھی خاتون ہے،ان کا بھی نقطہ نظر سنیں۔

(شور)

جناب سپیکر: نعیمہ کشور صاحبہ، دیکھیں اگر آپ سارے بولیں گے تو میں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر، جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں اگر آپ یہ ماحول بناتے ہیں تو میں Sitting adjourn کر لوں گا، Please, take your seats، بس ادھر سے دو تین بول چکے ہیں، اب ادھر سے بھی ایک دو بول لیں۔ عنایت صاحب نے بھی بڑی وضاحت کر دی اور اب مجھے ان سے جواب لینے دیں، جی بات کریں نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، جو پوائنٹ یہاں پر Raise ہوا ہے، ہم بالکل اس کو سپورٹ کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کو سزا ملے اور یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ کیوں ایسا ہوا؟ یہاں پر بات ہو رہی ہے بچوں کی شادیوں کی، جناب سپیکر صاحب، ہماری بہنوں کو یا ہماری گورنمنٹ کو پتہ نہیں، یہاں پر ایک قانون ہے کہ شرط ہے کہ جب نکاح نامہ رجسٹرڈ ہوتا ہے یا نکاح ہوتا ہے تو اس کے لئے شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے، شناختی کارڈ کس کا بنتا ہے؟ وہ 18 سال کی عمر کا، تو Implement کرانا آپ کا کام ہے، آپ اپنا گند ہمارے سروں پر کیوں ڈالتے ہو؟ ان الفاظ کو Expunge کیا جائے جو ملیحہ صاحبہ نے کہا کہ آپ کونسا اسلام لانا چاہتے ہو؟ ان الفاظ کو Expunge کیا جائے۔ یہاں پر قانون ہے کہ نکاح کے لئے شرط ہے کہ شناختی کارڈ کا ہونا ضروری ہے، جب شناختی کارڈ کا ہونا ضروری ہے تو اس کا مطلب ہے 18 سال کی عمر، تو جب آپ کے پاس ایک کشن ہے تو اس کو Implement کریں، اب آپ کو این جی اوز کے کہنے پر دوسرے بلز لانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہی وجہ ہے میرے خیال میں کہ کیبنٹ نے اس بل کو Disapprove کیا ہے اور دوسری بات کہ ہمارا آئین کہتا ہے کہ پاکستان میں کوئی قانون قرآن اور سنت کے خلاف نہیں بنے گا اور اگر اس پر اعتراض ہو گا تو وہ اسلامی نظریاتی کونسل جو ہمارا ایک آئینی ادارہ ہے اس میں جائے گا، ہم نے اس کو ریفر کیا، تو میری ریکویسٹ ہو گی کہ جو ملیحہ صاحبہ نے الفاظ استعمال کئے کہ آپ کونسا اسلام لانا چاہتے ہیں؟ ان الفاظ کو Expunge کیا جائے اور آپ اپنا گند ہمارے سروں پر نہ ڈالیں، یہ Implement کریں اور جس نے یہ کیا ہے اس کو سزائے موت دیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہاں Difference of opinion ہے، ابھی انہوں نے کہا کہ 18 سال یعنی شناختی کارڈ Which is must، انہوں نے صحیح بات کی ہے، عنایت اللہ صاحب نے تاریخ اسلام سے Example دی ہے 13 سال کی، اصل میں یہ جو کمیٹی کے حوالے ہوا ہے، انہی ساری چیزوں کو دیکھنے کے لئے اور اس میں آپ ہی لوگ اس کے ممبرز ہیں اور اس پر بیٹھ کر ابھی جیسے انہوں نے کہا کہ Child Marriage پر تو خیر میں جواب لیتا ہوں منسٹر صاحب سے کہ اس میں کیا ہے؟ تو جو بھی چیز ایسی Controversial ہو جائے، اس کو ہم کمیٹی میں لے کر جائیں گے تاکہ آپ لوگ اس کی اچھی طرح Brain storming کر لیں، اسلامک لاز کو بھی دیکھ لیں، ضرورت سمجھتے ہیں تو اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی ریفر کیا جا سکتا ہے اور یہ درست بات ہے کہ 73ء کے Constitution کے تحت آپ اس سے ہٹ کر کوئی لیجسلیشن نہیں کر سکتے، تو منسٹر لاء پلیز ہمیں بتائیں کہ Child Marriage Bill کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون): سر، میں تھوڑا کلیئر کرنا چاہوں گا، دونوں ایشوز کو۔۔۔۔

جناب سپیکر: نگہت بی بی، پلیز ذرا سنیں۔

وزیر قانون: میں دونوں ایشوز کو کلیئر کرنا چاہوں گا جی، یہ ایشوز کلیئر ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی بالکل۔

وزیر قانون: ایک یہاں پر Domestic Violence Bill کی بات ہوئی ہے، نمبر ون۔

جناب سپیکر: صحیح ہے۔

وزیر قانون: بلکہ اس سے پہلے سر، میں جو یہ واقعات یہاں پر Quote ہیں کہ جس طرح جو واقعات سامنے آئے ہیں، اس پر میری یہاں پر فلور آف دی ہاؤس یہی ریکویسٹ ہے کہ جو Specific واقعات ہوئے ہیں جس کے اوپر Obviously ایف آئی آرز اور پولیس کا ایکشن بھی ہو گا۔ ایک تو آپ کل تک پولیس سے رپورٹ منگوالیں جو تینوں واقعات ہیں،۔۔۔۔ (شور)۔۔۔۔ سر، اگر آپ سن لیں تو پھر میرے خیال میں آسانی ہو جائے گی۔ نمبر ون یہاں پر یہ ہونا چاہیئے کہ آپ وہاں سے ڈائریکشنز دیں کہ یہ تینوں جو واقعات ہیں اس کی کل تک پولیس اس ہاؤس میں رپورٹ جمع کروادے تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ کیا ایکشن ہوا ہے؟ ایک تو یہ ہونا چاہیئے، سر، دوسرا میری Suggestion یہ ہے کہ Domestic Violence Bill کی بات ہے تو اس کے لئے سلیکٹ کمیٹی بن گئی تھی وہ تو ہم نے کیبنٹ سے پاس کروا کر ہاؤس میں

Introduceبھی کر لیا تھا لیکن اس کے بعد یہاں پر کچھ امینڈ منٹس آئیں، مولانا صاحب نے اس پر بات کی، عنایت صاحب اور ہمارے آنریبل ممبرز بلکہ زیادہ امینڈ منٹس ہماری ٹریژری کی خواتین کی طرف سے بھی آئی ہیں، اس کے لئے سلیکٹ کمیٹی بن گئی ہے، رولز کے مطابق سلیکٹ کمیٹی جو چیئر کرتا ہے، چیئر کا تو لکھا ہوا نہیں ہے لیکن Traditionally یہ ہے کہ جو منسٹر ہوتا ہے سوشل ویلفیئر کا، اگر یہ Subject ہے، تو سر، میں ریکویسٹ یہی کروں گا کہ آپ یہاں سے یہ بھی ہمیں بتا دیں، ہمیں ذرا ڈائریکٹ کر دیں کہ منسٹر سوشل ویلفیئر سلیکٹ کمیٹی کی میٹنگ بلائیں، اس کے اندر ہم سب بیٹھیں گے اور اب یہ ایشوز اس ہاؤس میں ڈیبیٹ کے ذریعے حل نہیں ہو سکتے ہیں، یہ سلیکٹ کمیٹی کے اندر جا کر وہاں پر مولانا صاحب بھی بیٹھیں گے، عنایت صاحب بھی بیٹھیں گے، خواتین بھی ہماری ایم پی ایز وہاں پر بیٹھیں گی، ہم سب بھی بیٹھیں گے اپنی رائے دیں گے، سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ان شاء اللہ Consensus کے ساتھ اس میں ہم نے جو بھی فیصلہ کیا وہ ہم ہاؤس کے سامنے لے آئیں گے اور اس کو Adopt کر لیں گے۔ سر، آخری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ Child Marriage Restraint Bill کی بات ہے، وہ اس وقت سر، میں اس کا Exact آپ کو بتانا چاہوں گا کہ وہ کہاں پر پڑا ہوا ہے؟ وہ بل سر، یہ کیبنٹ اور اس ہاؤس کا صوابدید ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی قانون اور پھر ایسے اہم قانون کے اوپر Deliberate کر لے جس طرح میں Appreciate بھی کرتا ہوں کہ جب بھی ہم یہاں سے بل جلدی میں پاس کرتے ہیں تو یہ ضرورت ہوتی ہے لیکن پھر اپوزیشن کی طرف سے یہی آتا ہے کہ جلدی میں نہیں ہونا چاہیئے، یہ پارلیمنٹ ربڑ سٹیمپ پارلیمنٹ نہیں ہے، یہ کیبنٹ یہ ربڑ سٹیمپ کیبنٹ نہیں ہے، کیبنٹ کے اندر کیبنٹ ممبرز کا اور کیبنٹ کا حق ہے کہ وہ ہر ایک بل کے اوپر Deliberate کرے، اس میں اگر کچھ خامیاں ہیں، ان کو ٹھیک کرنے کے لئے کسی صحیح فورم کے پاس بھیجے اور یہ اس ہاؤس کا بھی حق ہے، اس ہاؤس میں بھی اگر کوئی قانون یا بل آئے گا تو یہ اس ہاؤس کا بھی حق ہے کہ یا سلیکٹ کمیٹی کو بھیجوا دے، ضرورت پڑی تو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو، تو یہ اس ہاؤس کا صوابدید ہے، تو سر، Child Marriage Restraint Bill اس وقت کیبنٹ سے ہو کر لاء ڈیپارٹمنٹ میں آیا تھا، اس میں جو ایشوز تھے وہ ہم نے لاء ڈیپارٹمنٹ میں تجاویز دے کر ابھی ہم نے بھیج دیا ہے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کو، بل وہاں پر پڑا ہوا ہے، منسٹر صاحب نے بھی اس کی ایشورنس دے دی ہے، Next Cabinet meeting میں ہم کوشش کریں گے اور انہوں نے ایشورنس بھی دی ہے کہ وہ بل ہم کیبنٹ میں لے آئیں گے لیکن سر، وہ کیبنٹ کا صوابدید ہے، یہاں پر

میں کیبنٹ تو نہیں ہوں، کیبنٹ تو Collectively چیف منسٹراوراس کے منسٹرز بیٹھتے ہیں تو وہCollective responsibilityہوتی ہے،Next Cabinetمیں ہم لے آئیں گے ان شاءاللہ آپ کے پاس۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: نگہت بی بی، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے،Please, take your seat ،وہیں سے بات کریں، یہ کوئی جگہ ہے بات کرنے کی؟ جی اپنی سیٹ پر رہیں۔

وزیر قانون: سر، ان شاءاللہ اس کو پھر اور سر، کیبنٹ اس کو قانون نہیں بنا سکتی ہے، یہ بھی کوئی آپ ادھر کیوں بے چین ہو رہے ہیں، کیبنٹ قانون نہیں بناتی، کیبنٹApprovalدے کر اسی ہاؤس کو بھیجے گی۔ جب اس ہاؤس میں وہ قانون آئے گا اس کو آپ دیکھیں گے اگر آپ کو پسند آئے گا، آپ کی کوئی امینڈمنٹس ہوں گی تو امینڈمنٹس دے دیں گے، آپ پاس کروانا چاہتے ہیں تو پاس کروادیں۔ سر، میرے خیال میں یہ تین چیزیں ہیں، ایک پولیس سےSpecific incidentکے بارے میں رپورٹ کل تک، دوسرا،Domestic Violenceکی سلیکٹ کمیٹی کی میٹنگ بلائی جائے، اس کوFinalizeکر دیا جائے اورChild Marriage Restraint Billہم اگلے کیبنٹ میں لے کر اسی ہاؤس کے سامنے رکھ دیں گے، آپ کو پسند ہو تو یہ آپ کا صوابدید ہے، آپ کو ناپسند ہو تو یہ بھی آپ کا صوابدید ہے۔

جناب سپیکر: بس یہ باتیں کلیئر ہو گئیں کہDomestic Violence, Domestic Violence

محترمہ ملیحہ علی اصغر خان: جناب سپیکر، مجھے ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں تا کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی، ملیحہ اصغر صاحبہ۔

محترمہ ملیحہ علی اصغر خان: یہ مائیک آن کریں، سب سے پہلی بات یہ ہے نعیمہ کشور صاحبہ کہ میں نے اس قسم کا کوئیWordاستعمال نہیں کیا جس کو مجھےExpungeکرنا پڑے اور میں بھی اتنی ہی مسلمان ہوں جتنی آپ ہیں، آپ کو اس پر بات نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ دوسری بات، دوسری بات سن لیں۔۔۔۔

(شور)

آپ پہلے میری پوری بات سن لیں پھر اس کے بعد بولیں۔۔۔۔

(شور)

آپ بات نہ کریں ٹھیک ہے، سپیکر صاحب، نعیمہ کشور صاحبہ نے جو مجھ پر بات کی ہے، سراسر باتوں کو Twist کیا گیا ہے، میرے کہنے کا مطلب صرف یہ تھا سپیکر صاحب، انہوں نے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ملیحہ اصغر صاحبہ، آپ چیئر کو Address کریں اور آپ نعیمہ کشور صاحبہ تشریف رکھیں، آپ کی درخواست پوری ہو گئی، اب وہ اپنی Clarification کرتی ہیں تو یہ ان کا Right ہے، اب آپ اس کو Deprive تو نہیں کر سکتی ہیں جی۔

محترمہ ملیحہ علی اصغر خان: انہوں نے کہا ہے کہ آپ کا اسلام، پتہ نہیں کیا Twist کر کے بات کی ہے؟ مجھے تو ان کی بات سمجھ بھی نہیں آئی، کیوں اس طرح غلط کی ہے لیکن میرا کہنے کا یہ مطلب تھا کہ ہم نے 18 سال کا دیا ہوا ہے، Age دی ہوئی ہے، اگر یہ According to the Islam نہیں ہے تو آپ لوگ جو ہمارے اسلام کے مطابق سمجھتے ہیں وہ قانون نافذ کریں اگر ہم اسلام کے Accordingly کچھ غلط فیصلے کر رہے ہیں، آپ اپنی یعنی جتنی آپ کی سمجھ ہے اور جتنا آپ اسلام کو سمجھتے ہیں، اس میں Accordingly amendment کر دیں لیکن At least بل پاس کر دیں، میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے اسلام میں فرق ہے اور ہمارے میں فرق ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ سارے Muslim countries میں Child Marriage Bill پاس ہو چکا ہے، پاکستان بھی ایک Muslim country ہے، کیا ترکی Muslim country نہیں ہے، سعودی عرب Muslim country نہیں ہے؟ سارے Muslim countries ہیں، پنجاب مسلم سٹیٹ نہیں ہے، سندھ مسلم نہیں ہے؟ تو یہ چیز ایک اسلام کو بیچ میں لا کے چیزوں کو خراب کرنے کی بجائے ہمیں اپنی بچیوں کے تحفظ کے لئے بل بنانا چاہیئے۔ (تالیاں) اور اس میں یہ جو قبلہ آیاز صاحب کو ہم نے ہر دفعہ اپنی میٹنگز میں بلایا جو کہ ہیڈ ہیں اسلامی آئیڈیالوجی کونسل کے اور انہوں نے ہمیں یہ کہا ہے کہ According to the Islam اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے، تو آپ ایک اتنے Sensitive ماحول میں آپ اسلام کو کس طرح، یعنی آپ اس کو Victimize کرتی ہیں تاکہ لوگ مجھے بات کریں، میری پچھلی سات نسلیں مسلمان ہیں اور آگے بھی رہیں گی جس کا میرے پاس Proof ہے، مجھے کسی نے اگر اس قسم کی اسلام کے Point of view سے بات کی تو اچھا نہیں ہو گا اور باتوں کو Twist کرنا آپ کی عادت ہے، یہ باتیں اور باتوں میں کریں لیکن اگر اسلام کو بیچ میں لایا تو پھر باتیں اور آگے کی طرف چلی جاتی ہیں۔

Mr. Speaker: Thank you, thank you.

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر، مجھے Kindly موقع دیں کہ میں بھی اپنی باتوں کی وضاحت کروں۔

جناب سپیکر: لطف الرحمان صاحب، اب آپ دونوں باہر جا کے لڑیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: مجھے دو منٹ دے دیں، میں Clarify کر دوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے Clarify کر دیا ہے کہ میں نے جو بات کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اسلامی Islamic point of view سے وہ غلط ہے تو آپ جو درست کرتی ہیں وہ بتا دیں، انہوں نے یہی کہا Any how, لطف الرحمان۔

جناب لطف الرحمان: جی شکریہ جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے تمام ایوان سے یہ ریکویسٹ کروں گا کہ جب کوئی حساس معاملات پہ قانون سازی کی بات ہو تو اس میں بڑی ہی سنجیدگی کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمیں اس میں پوری ہر چیز کو جانچ کر اور ہم وہ قانون بنائیں کہ ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے خلاف بھی نہ ہو اور ہم اپنے مسائل کو بھی Address کر سکیں اور اس کی روک تھام بھی ہم کر سکیں۔ جناب سپیکر، ہمارا مذہب کبھی بھی، کوئی بھی Violence کی اجازت نہیں دیتا، ہمارا مذہب اسلام ہے تو اسلام کا مطلب ہی سلامتی ہے اور بنا ہی امن سے ہے، تو Violence تو اسلام کبھی قبول ہی نہیں کر سکتا جناب سپیکر، اور آپ کو پتہ ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن کے حوالے سے جو کمیٹی بنی تھی اور ہم نے اس پہ دن رات محنت کر کے وہ ساری رپورٹ تیار کی اور آپ کے سامنے رکھ دی، تو اس میں بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم معاشرے سے اس برائی کو ہٹا سکیں۔ اب اس کو کس طریقے سے ہٹانا ہے؟ اس کے لئے کون کونسے قوانین بننے چاہئیں، ہماری حکومت کی جو ذمہ داری بنتی ہے وہ اس کو کس طریقے سے پورا کرنا ہے اور پارلیمنٹ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ تو ہم نے الحمدللہ اس کو بہ احسن طریقے سے پورا کیا اور آپ کے سامنے اس کو رکھا جناب سپیکر، اور اب وہ حکومت کے ٹیبل پر ہے، وہ کیبنٹ سے پاس ہو کر اسمبلی میں آتا ہے لیکن اس کی بہتر اور اس کی بنیادی بات یہ ہے کہ وہ کمیٹی سے ڈسکس ہو کر باقاعدہ طور پر حکومت کے پاس گیا اور اسمبلی میں آئے گا تو ان شاءاللہ اس میں کوئی اختلاف مجھے نہیں سمجھ میں آتا کہ اس میں کوئی اختلاف ہو سکے گا۔ دوسری بات یہ ہے جناب سپیکر، کہ جو گھریلو تشدد کے حوالے سے بل کی بات ہوئی ہے، جناب سپیکر، ہم نے اس وقت بھی کہا تھا، اس وقت بھی یہ بات ہوئی تھی کہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل میں بھیج دیں، پارلیمنٹ نے اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجا، وہاں سے ہو کے آیا تو اس کے

مطابق اگر ہم قانون سازی کریں گے تو آئین ہمیں اپنی جگہ پہ ایک محدود لائن پہ رکھتا ہے اور ہمیں قانون سازی اس کے مطابق کرنی ہے جناب سپیکر، تو ہم نہ تو اسلامی معاشرے کے حوالے سے اس سے باہر نکل سکتے ہیں، نہ ہی آئین کے حوالے سے اس حدود سے باہر نکل سکتے ہیں اور اگر قانون سازی ہوگی تو ان حدود میں ہم اس کو بنا سکیں گے جناب سپیکر، تو میں نے تو پرسوں بھی یہاں پہ ذکر کیا تھا کہ ہمیں اس حوالے سے ایک بل آیا اور ایک حساس مسئلہ ہے جس کی بنیاد پہ یہ بل ہم اسمبلی میں لا رہے ہیں، میں تو ویسے بھی کہہ رہا تھا کہ رولز میں Changing ہونی چاہیئے کہ ہر بل پہلے کمیٹی میں جائے اور پھر اسمبلی میں آئے، ہمیں اس رولز میں تبدیلی کرنی چاہیئے تاکہ یہ مسئلہ ہی پیدا نہ ہو اور ہم سنجیدگی کے ساتھ اس پر قانون بنا کے اسمبلی میں لا سکیں تاکہ اس کے بعد کوئی اختلاف ہی باقی نہ رہے اور ڈسکشن کا موقع پھر بھی اسمبلی کو ملے اور اس پہ تفصیل سے ڈسکشن ہو تاکہ ہم ایک قانون کو پوری سنجیدگی کے ساتھ پاس کریں اور پورے غور و فکر کے ساتھ ہم قوم کے سامنے اس قانون کو لائیں اور اس کو Implement کرائیں جناب سپیکر، تو یہ میری گزارش تھی اور یہی میری درخواست تھی پورے ایوان سے آپ کے توسط سے جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی بابک صاحب

<u>جناب عنایت اللہ:</u> سر، مجھے موقع دیں ایک بات کرنی ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرے خیال میں اس ایشو کو ہم ختم کرتے ہیں۔۔۔ دے دوں گا موقع۔

<u>جناب سردار حسین:</u> شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ماحول اسی حوالے سے تو بڑا اچھا ہے کہ لیجسلیشن کے حوالے سے یا بل کے حوالے سے Arguments ہو رہے ہیں اور Counter arguments ہو رہے ہیں، یہ بڑا اچھا ہے، میں ریکویسٹ کروں گا تمام کولیگز سے، ملیحہ بی بی تو اسمبلی آتی نہیں ہیں اور جب آجاتی ہے تو ٹھنگ ٹھکور شروع ہو جاتا ہے جناب سپیکر، جس معاشرے میں ہم زندگی گزار رہے ہیں وہاں پہ عدم برداشت ہے، جبر ہے، وزیر قانون صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ کیبنٹ کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ لاء بنائے۔ ظاہر ہے Approval لینا وہاں سے ضروری ہے اور جب Approve ہو جائے اور ادھر آجائے تو ہم اس پہ بات کر لیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عنایت اللہ خان صاحب نے جو مثال دی ہے ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی، وہ ایک مثالی مثال ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہاں پہ کون جناب سپیکر، آپ، میں، عنایت اللہ خان، خوشدل خان، سلطان خان، کون اس بات کے لئے اس

معاشرے میں تیار ہے کہ وہ دس گیارہ یا بارہ سال میں اپنی بچی کی شادی کرے، کون تیار ہےPractically، کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اگر اس اسمبلی میں ہم ایک قانون لائیں 16 سال عمر متعین کریں یا18 سال متعین کریں، آیا یہ غیر اسلامی ہے؟ جو لاء ہم یہاں پہ بنائیں گے، جو ایکٹ یہاں پہ ہم پاس کریں گے، کیا وہ غیر اسلامی ہو گا؟ خدانخواستہ، میری یہی ریکویسٹ ہے کہ ان چیزوں کو بحث نہیں بنانا چاہیئے کہ ایک طرف سے دلائل آئیں کہ نہیں یہ اسلامی ہے اور دوسری طرف سے یہ الزام لگایا جائے کہ خدانخواستہ وہ غیر اسلامی ہے، ہاں ضرورت ہے جناب سپیکر، اسی معاشرے میں جہالت ہے، تعلیم کی کمی ہے، غربت ہے، ضرور ہم نے اپنے معاشرے کو پابند بنانا ہے، Common sense بھی کوئی چیز ہے، ہماری پارٹی کا یہ خیال ہے کہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، ہم جو یہاں پہ Legislature بیٹھے ہیں، یہاں پہ ایک بندہ اٹھ کے کھڑا ہو جائے کہ ظاہر ہے ہم سب کی بچیاں ہیں، ہماری بچیاں تعلیم پوری کریں گی، جب وہ پوری کریں گی، کون ایسا ہو گا، وہ بڑا Rare case ہو گا، بڑا Rare case ہو گا حالانکہ معاشرے میں ایسا ہے، نگہت بی بی نے جو مثال دی ہے، وہ تو ابھی یہاں پہ نہیں ہیں لیکن یہاں پہ اس طرح کی مثالیں بھی جہالت ہے، تو میرے خیال میں اس پہ لڑائی اور ہلڑ بازی نہیں کرتے، یہ بل یہاں پہ آ جائے گا، ہماری رائے یہی ہے کہ ہم 16 سال پہ متفق ہوتے ہیں 17 سال پہ متفق ہوتے ہیں، 18 سال پہ متفق ہوتے ہیں لیکن ہمیں ایک لاء ضرور بنانا چاہیئے، اب اس چیز کو جواز نہیں بنانا چاہیئے کہ ہم مثال دے دیں اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں قانون لیکن دیکھیں جناب سپیکر، جو دلچسپی ہم اس میں لے رہے ہیں، جو یہاں پہ جبر ہے جبر، جو تشدد ہے جو گھریلو تشدد ہے، اس کے لئے بھی ہمیں کام کرنا چاہیئے، تو میرے خیال میں یہ ساری چیزیں اس لئے جو قابل بحث ہیں، میں آپ کو بھی Appreciate کرتا ہوں، منسٹر صاحب کو بھی Appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے ہاؤس کو انفارم کیا، میں یہ رائے دیتا ہوں کہ ان شاء اللہ جب یہ بل اسمبلی میں آ جائے گا تو تمام پارٹیاں اپنی Input دے دیں گے اور مشترکہ طور پہ ایک لاء بنانا چاہیئے، ہماری یہی رائے ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو، میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو یہ ڈائریکشن دیتا ہوں کہ کل صبح گیارہ بجے تک ان تینوں کیسز کے اوپر ابھی تک جو کارروائی ہوئی ہے وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائے اور کل اجلاس کے دوران ہاؤس کو وہ بتائی جائے گی۔ دوسرا، منسٹر سوشل ویلفیئر نے یقین دہانی کروا دی ہے کہ ایک مہینے کے اندر وہ رپورٹ لے آئیں گے Domestic violence کا اور دوسرا جو بل ان کے پاس ابھی آیا

ہوا ہے اس کو بھی، ابھی جو آنے والی کیبنٹ میٹنگ ہے اس میں یہ پیش کریں گے اور کیبنٹ کی Approval کے بعد پھر یہاں آپ کے سامنے ایوان میں آ جائے گا، تو ہم ان دونوں چیزوں کو خود مانیٹر کریں گے۔ جی عنایت اللہ خان صاحب۔

جناب عنایت اللہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں صبح آپ کے چیمبر میں آیا تھا، آپ سے ریکویسٹ کی تھی کہ جو Rule 67 ہے، اس کے مطابق یہ میرا Right بنتا ہے کہ اسمبلی کے اندر جو گفتگو ہوتی ہے، اس پہ اگر اس کا اثر میرے اوپر پڑتا ہے تو میں اس کو Explain کروں۔ جمعہ سے پہلے جس روز دو Laws introduce ہوئے تھے، اس میں ایک ہیلتھ کے حوالے سے Law introduce ہوا تھا اور ایک لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے Law introduce ہوا تھا، ہم نے آپ سے ایک ریکویسٹ کی تھی، آپ کی چیئر ہمارے لئے Respectable ہے اور سچی بات یہ ہے کہ آپ کے ساتھ ذاتی تعلق اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی کرسی جو ہے Important ہے لیکن ہم یہ بات اس لئے کرتے ہیں کہ جب یہاں کوئی ایسی لیجسلیشن ہوتی ہے کہ جب آپ ایک دن کے اندر قانون Introduce کرتے ہیں اور اسی دن پاس کرتے ہیں اور اس بل سے غریب لوگ متاثر ہوتے ہیں، اس سے میں متاثر ہوتا ہوں، اس سے Lower middle class کے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور مجھے اس پہ موقع نہ دیا جائے کہ میں اس پہ بات کروں اور حکومت اس پہ مجھے ریسپانڈ نہ کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بعد میں مجھے لوگ کہیں گے کہ آپ نے تو ہماری نمائندگی نہیں کی، اس روز جو میڈیکل ایم ٹی آئی ایکٹ ہے، اس پہ تو حکومت نے ریسپانڈ کیا لیکن جیسے سے حکومت نے لوکل گورنمنٹ لاء کے اندر امینڈمنٹس پیش کیں، میں نے اس پہ بات کی کہ مجھے اس پہ بات کرنے کا موقع دیا جائے تو ادھر سے آواز آئی کہ جس لاء کے اوپر آپ بات کرنا چاہتے ہیں یہ وہ لاء نہیں ہے، یہ بس کوئی معمولی قسم کا لاء ہے، امینڈمنٹ ہے، یہ غیر معمولی امینڈمنٹ تھی، معمولی امینڈمنٹ نہیں تھی، اس سے آپ کے لاکھوں لوگ اپنی جوز مینوں کے اونرز ہیں، چھوٹے چھوٹے اونرز ہیں ان کی Exploitation ہوگی۔ جناب سپیکر صاحب، میں تھوڑا اس کو Explain کرنا چاہتا ہوں، پچھلے دنوں سات مہینے پہلے (شور) مجھے یہ سنیں، لاء منسٹر صاحب سنیں، ریسپانڈ کریں، اگر ریسپانڈ نہ کریں تو میں نے اپنی وضاحت کر دی ہے، سات مہینے پہلے کی میں وضاحت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں عنایت صاحب، ۔۔۔۔ میری آپ سنیں، اس کو آپ پینڈنگ رکھیں کہ جس دن منسٹر لوکل گورنمنٹ ہوں تب آپ یہ بات کریں تاکہ وہ آپ کو صحیح ریسپانڈ کر سکیں چونکہ وہ

آج نہیں ہیں تو آپ کو کوئی جواب نہیں دے سکے گا Because یہ قانون تو انہوں نے Introduce کیا ہے اور Explain بھی انہوں نے کرنا ہے۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر، میں اپنی طرف سے اس کو Explain کرنا چاہتا ہوں، میں بس یہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا۔

ذاتی وضاحت

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر صاحب، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سات مہینے پہلے پی ڈی اے نے بحریہ ٹاؤن کو جو کہ پورے پاکستان کے اندر لوگوں کو لوٹنے کے لئے مشہور ہے، پی ڈی اے نے اس کو نوٹس ایشو کیا کہ آپ نے اخبار میں اشتہار دیا ہے، آپ کا سائٹ کدھر ہے، آپ کی Exact location کدھر ہے، جب تک یہ ڈیٹیل آپ ہمیں Provide نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کوئی ہاؤسنگ سکیم شروع نہیں کر سکتے ہیں وہ نوٹیفکیشن جلدی جلدی Withdraw ہوا لیکن لوگوں کو ایک آگاہی ملی، اب اس کے نتیجے میں یہ لاء آیا کہ جس میں یہ ساری شرائط ختم ہو گئی ہیں۔ تین چیزیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، اس میں جناب سپیکر صاحب، اس وقت اس لاء کے اندر لکھا گیا ہے کہ کوئی ہاؤسنگ سوسائٹی، کوئی پرائیویٹ ڈیویلپر وہ اخبار میں اشتہار دے سکتا ہے اور سروے کر سکتا ہے اور سروے کے نام پہ لوگوں سے پیسے Collect کرے گا اور لوگ فارمز خریدیں گے اور یہ جو فارمز والا بزنس ہے یہ شروع ہو جائے گا اور اس بزنس کے نتیجے میں وہ لوگوں سے پیسے Collect کریں گے اور بعد میں جب مارکیٹ کی سروے کرے گا، تو اس کے بعد وہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر کوئی پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: سر، پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ تو اس ہاؤس کے ساتھ میرے خیال میں زیادتی ہے کہ آج ہم نے ایک ایڈجرنمنٹ موشن رکھی ہوئی ہے، اس ایجنڈا کے اوپر موجود ہے، اس کے لئے ممبرز نے بھی تیاری کی ہے، موور نے بھی کی ہے، حکومت نے بھی کی ہے، آج یہ ایشو ایجنڈے کے اوپر ہے نہیں، تو سر، اگر آج کوئی ایمرجنسی ہوتی تو پھر تو ٹھیک تھا، آج کوئی ایمرجنسی اس بارے میں ہے نہیں، تو سر، یہ تو بہت بڑی زیادتی ہے، اس ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہے، یہ ممبرز کے

ساتھ زیادتی ہے کہ ایک گھنٹے کی تقریر یہاں پر بغیر ایجنڈے کے ہو تو سر، پھر ہم بھی جو ہمارے دل میں آتا رہے بس ہم بولتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: صحیح بات ہے کہ ہم بہت زیادہ Irrelevant business میں چلے گئے ہیں اور دیکھیں وہ کنڈی صاحب کا اڑ جائے گا آج کے ایجنڈے سے پھر، آپ عنایت صاحب، بہت زیادہ ٹائم لے رہے ہیں نا۔

جناب عنایت اللہ: تین منٹ دے دیں سر، تین منٹ میں Explain کر لوں گا۔

جناب سپیکر: اب یہ ایک قانون پاس ہو گیا اس پہ بات کرنا ہی کچھ ہو نہیں سکتا۔۔۔ (شور)۔۔۔اب یہ قانون اسی ہاؤس نے پاس کیا، اب اگر اس میں کوئی کمی ہے تو آپ کوئی امینڈمنٹ لے آئیں اس کے اوپر تاکہ اس کے اوپر ڈیبیٹ کر لیتے ہیں، آپ کوئی امینڈمنٹ لے آئیں، ہم لے آئیں گے، آپ لے آئیں، چلیں ایک منٹ میں وائنڈاپ کریں، ایک منٹ میں وائنڈاپ کریں، ایک منٹ میں وائنڈاپ کریں، ایک منٹ اور لے لیں، میں نے کہا بات کر لیں۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر، یہ لاء جو پاس ہوا ہے اس میں یہ ہوگا کہ لوگوں سے پیسے Collect کئے جائیں گے، ان پیسوں کی واپسی کی کوئی گارنٹی نہیں ہے جناب سپیکر صاحب، جس ہاؤسنگ سوسائٹی کے پاس پچاس کروڑ روپے ہیں وہ صرف یہ سروے کر سکے گی، یہ صرف ملک ریاض کے لئے ہے۔ جناب سپیکر صاحب، آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اس کو کھلی چھٹی دے گا، اس صوبے کے اندر کہ وہ دوسرے لوگوں کی زمینوں کو جس کا وہ اونر نہیں ہے، جس طرح وہ پنجاب میں کرتا ہے، کراچی میں کرتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہاں آپ دیکھیں گے کہ لوگ نکلیں گے بحریہ ٹاؤن کے خلاف اور وہ وہاں جلدی بہت جلدی آجائے گا، یہ اسی کا Specific law ہے، اس کا نام نہیں دیا گیا ہے، اس لئے میں آج دوبارہ اس لاء کے دوبارہ Withdrawal کا نوٹس اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کر رہا ہوں، I was not part of it, and not part of it, I have explained my position.

جناب سپیکر: نمبر 11: جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: سر، اگر پھر دس منٹ بات انہوں نے کی ہے تو میں صرف ایک منٹ میں یہ ضرور کہوں گا ایک تو میں اپنے اس Stance کے اوپر پھر بھی کھڑا ہوں کہ اس طرح سر، ایجنڈے کے بغیر اس طرح کی ڈیبیٹ شروع ہونا یہ زیادتی ہے ہاؤس کے ساتھ، یہ Non serious پھر ہوتا ہے کیونکہ امینڈمنٹ جمع کروادیں، اس کے اوپر بات کر لیں گے، تو رولز کے نیچے کوئی اور پروسیجر ہے وہ Adopt کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو امینڈمنٹس ہم نے کی ہیں لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے اندر یہ چونکہ کورونا

اور کوڈ۔19 کے کرائسز میں ہر ایک سیکٹر بند پڑا ہوا تھا، تو یہ پرائم منسٹر کا بھی یہ ایک تھا اور اس کے علاوہ وزیراعلیٰ صاحب نے بھی کہا تھا کہ کنسٹرکشن بزنسزایک بزنس ہے کہ اگر اس کو ہم تھوڑا ساIncentiveدے دیں تو اس کے ساتھAlliedبہت سے سیکٹرز ہیں جو کہ لوگوں کو روزگار دے سکتے ہیں، معاشی حالت میں لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں، اس میں صرف ایک چیز ہے، وہ چیز یہ ہے کہ ٹائم لائن کے ساتھ ابھی رولز بنیں گے اس کے نیچے، ابھی رولز نہیں بنے ہیں، ٹائم لائن کے ساتھ پہلے این او سی جو نو نو، دس دس مہینے لگتے تھے، ٹائم لائن کے ساتھ، وہ اب دنوں میں ملا کریں گی تاکہ اس کنسٹرکشن انڈسٹری کو اور اس کے ساتھ الائیڈ سیکٹرز کو Boost مل سکے ۔ تو اگر مزدور کو ایکFinancial incentiveمل رہا ہے، اگر کسی بزنس مین کوFinancial incentiveمل رہی ہے، کسی دکاندار کوFinancial incentiveمل رہی ہے تو کیوں اعتراض ہے عنایت صاحب کا یا کسی اور ممبر کا اس کے اوپر؟ میرے خیال میں ہمیں اپنے لوگوں کو سپورٹ کرنا چاہیئے بجائے اس کے کہ ٹیکنیکل بحث میں پڑیں ان کو جو Incentiveحکومت دے رہی ہے وہ آپ کہیں کہ وہ Incentiveواپس لے لیں۔

تحریک التواء نمبر 168 پر بحث

Mr Speaker: Item No. 11: Discussion under rule 73 on adjournment motion No. 168 of Mr. Ahmad Kundi Sahib, MPA. Janab Ahmad Kundi Sahib, to start first.

جناب احمد کنڈی: شکریہ سر، پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سلطان صاحب کا بھی اور پورے ہاؤس کا جنہوں نے اس موشن کو ایڈمٹ کیا اور بڑی Important discussionکے لئے اس کو رکھا۔ جناب سپیکر، آپ کی توجہ اس لئے چاہوں گا جو اس پہ صوبائی حکومت کافی غفلت کر رہی ہے تو میری توجہ آپ کی طرف اس لئے ہو گی جو اس پہ ہمیں چاہیئے بعد میں جب ہم نچوڑ نکال لیں تو اس پہ کوئی کمیٹی یا کوئی ایساConstructiveکام کریں اور آپ نے ماشاء اللہ اس ہاؤس کا جس طرح یہ ایک ڈیکورم رکھا ہوا ہے، بیچ میں تلخی تھی ابھیConstructive inputہم دے رہے ہیں، اوپر سے سلطان صاحب وغیرہ جواب دے رہے ہیں اور میرے خیال میں آج بھی مجھے امید ہے سلطان صاحب، شاید ریسپانڈ کریں گے اگر مجھے آپ پہلے سے بتا دیں کہ کون ریسپانڈ کرے گا؟ سر، سلطان صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: ریسپانڈ آپ کریں گے نا؟

جناب احمد کنڈی: سر، Water accord کے مطابق خیبر پختونخوا میں۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: House in order, please; House in order, please, Salam Sahib.

جناب احمد کنڈی: سر، جب تک ہم اپنے صوبے کے وسائل کے وارث نہیں بنیں گے تب تک اس صوبے کی اکانومی ٹھیک نہیں ہوگی، اکانومی ٹھیک نہیں ہوگی تو خوشحالی نہیں آئے گی۔ جناب سپیکر، 1991ء میں پانی کی تقسیم کا ایک Accord ہوا اور وہ Council of Common Interest سے باقاعدہ Unanimously approved ہوا اور اس کے پیچھے پھر (IRSA) ارسا اتھارٹی بنی اور جناب سپیکر، پھر پیپلز پارٹی نے جب 18th Amendment کی تو آپ کے نوٹس میں ہے کہ ہم نے کنکرنٹ لسٹ کو ختم کر کے فیڈرل لیجسلیٹیو لسٹ پارٹ ٹو کے سکوپ کو بڑھایا تاکہ صوبوں کو اس کا سکوپ بڑھے اور جتنی بھی اتھارٹیز بنی ہیں جناب سپیکر، فیڈرل کے نیچے۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس پہ اور جس ممبرز نے بات کرنی ہے، اپنے نام بھیج دیں سیکرٹری صاحب کے پاس۔

جناب احمد کنڈی: جتنی بھی فیڈرل لاز کے نیچے اتھارٹیز بنی ہیں وہ ہمارے سکوپ کے نیچے آتی ہیں، اس پہ ہمارا Shared responsibility ہے پراونس کی اور فیڈرل کی، اب میں آتا ہوں اس Accord کی طرف، اس Accord میں خیبر پختونخوا کو 8.78 ملین ایکڑ فٹ پانی مختص ہوا اور آج آپ دیکھ لیں اس پہ خریف کا اور ربیع کا، باقاعدہ انہوں ڈسٹری بیوشن کی لیکن بد قسمتی سے 1991ء سے لیکر 2020ء تک ہم اپنا پانی Utilize نہیں کر سکے، بد قسمتی ہے جناب سپیکر، ہم کم و بیش تین ملین ایکڑ فٹ پانی Utilize نہیں کر سکتے اور اس پہ آج میں نے باقاعدہ اس کی Calculation کر کے آیا ہوں اور یہ اس لئے میں Calculation کر کے آیا ہوں کہ تین ملین ایکڑ فٹ پانی کی اگر آپ مالیت نکالیں جو کہ Un utilize جا رہا ہے جو کہ دوسرے صوبے استعمال کر رہے ہیں اگر آپ اس کی قیمت نکالیں تو ون ملین ایکڑ فٹ پانی کی قیمت کم و بیش جو ڈائریکٹ کاسٹ میں بتا رہا ہوں اس کے باقی Benefits نہیں Consider کر رہا، وہ دو ارب روپے بنتی ہے اور تین ملین ایکڑ فٹ پانی کی جو کاسٹ بنتی ہے وہ چھ ارب روپے سالانہ بنتی ہے اور یہ 1991 Accord میں ہوا، تیس سال ہو گئے ہیں، اگر ان پیسوں کا حساب لگایا جائے تو 180 ارب روپے ہمارے دوسرے صوبے استعمال کر رہے ہیں اور ہماری صوبائی حکومت سوئی ہوئی ہے جناب سپیکر، اس پہ کیا ہوا تھا؟ ہمارے صوبے نے ایک پراجیکٹ رکھا تھا پی ایس ڈی پی میں، جسے چشمہ لفٹ کینال کہتے تھے تاکہ ہمارا پانی کا شیئر Utilize ہو سکے کیونکہ ہمارے پاس اس کے لئے انفراسٹرکچر نہیں

تھا، ہم نے چشمہ لفٹ کینال رکھا لیکن بد قسمتی سے آج جہاں پہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت ایک ہی جماعت کی ہے، وہ چشمہ لفٹ کینال پی ایس ڈی پی سے اڑ چکا ہے، ختم ہو چکا ہے، اس کے لئے Decision آ چکا ہے کہ آپ اس کے لئے فیزیبلٹی کو Review کریں اور وہ فیزیبلٹی کی Review دو سال لے گی، کم از کم اس حکومت میں اس نے نہیں بننا ہے جناب سپیکر، وہ لفٹ کینال جناب 2000ء میں۔ آپ کو تھوڑی سی تاریخ بتاؤں، 2000ء میں جب جنرل مشرف آئے، انہوں نے ہر صوبے سے ایک ایک پراجیکٹ لیا، صوبہ سرحد سے چشمہ لفٹ کینال لیا 2000ء میں، انہوں نے کچی کینال لیا بلوچستان سے، انہوں نے تھر کینال لیا گریٹر تھر کینال پنجاب کے لئے، انہوں نے 'رینی' کینال لیا سندھ کے لئے، یہ 2000ء کی بات ہے، یہ تینوں پراجیکٹس کمپلیٹ ہو چکے ہیں، جو باقی صوبوں کے ہیں، Kachi canal completed, Raniny canal completed, Greater Thar canal completed.، صرف خیبر پختونخوا وہ بد قسمت صوبہ ہے جس کا پانی بھی موجود ہے لیکن اس کا انفراسٹرکچر جو 2000ء سے ہمارے لئے Recommended تھا، آج وہ دوبارہ پی ایس ڈی پی سے نکال کے دوبارہ بھیج دیا ہے جس کی فیزیبلٹی کرائیں۔ جناب سپیکر، ہمیں حکومت سے بھی گلہ ہے اور ہمیں ریاست سے بھی گلہ ہے، یہ ریاست ہمارے وسائل کے اوپر ہمارے ساتھ انصاف نہیں کر رہی، چاہے وہ آئل کی ایکسائز ڈیوٹی ہے، چاہے وہ پانی کا شیئر ہے، چاہے وہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ ہے، چاہے وہ گیس ہے لیکن میں پانی تک محدود رہوں گا جناب سپیکر، لفٹ کینال جو کہ چشمہ رائٹ بینک اور کوہ سلیمان کے دامن کے درمیان آنا تھا، وہ ایک بہت بڑا میدان ہے، خیبر پختونخوا میں اس طرح کا میدان صوبے میں نہیں ہے، تین لاکھ ایکڑ زمین نے آباد ہونا تھا جناب سپیکر، آج بھی وہ لوگ ان کی زندگی کا مقصد صرف یہی ہے کہ وہ صبح اٹھتے ہیں، وہ پانی کے لئے سوچتے ہیں کہ ہم پانی کہاں سے لائیں گے؟ وہ نہ تعلیم پہ سوچتے ہیں، وہ نہ صحت پہ سوچتے ہیں، وہ علاقہ آج بھی محروم ہے، وہ بنجر زمینیں آج بھی کہہ رہی ہیں کہ ہمیں پانی دیا جائے، وہ ہمارا ایک لوکل شاعر ہے، وہ بڑا اس کی عکاسی کرتا ہے، وہ کہتا ہے:

یار فرید اتیڈی روحی تا ہے کیڈی وستی یار فرید اتیڈی روحی تا ہے کیڈی وستی
تیرے تھل تیرے لسیلے تے نہیں دنیا ہنس دی
ایڈی تا ہنسے جو انسان دی ہنجوی نہیں اتھ وسدی اے دھرتی سرمد دی دھرتی پٹے روز نمانڑی

یہ دھرتی مانگ رہی ہے پانی جناب سپیکر، ہمارے پاس شیئر بھی موجود ہے، ہمارے پاس پانی بھی موجود ہے لیکن انفراسٹرکچر نہیں ہے، میں نہیں کہتا کہ اگر ریاست ہمیں انفراسٹرکچر نہیں دیتی، نہ دے، یہ پانی کی کاسٹ نکالے، ہم نے آئین میں امینڈ منٹس کیں، ہم نے صوبوں کو اختیار دیا، ہم نے ورٹیکل شیئر بڑھایا، ہم نے Collection charges کم کئے، ہم نے Provincial Divisible Pool کو بڑھایا، ہم نے فیڈرل لیجسلیٹیو پارٹ ٹو کو بڑھایا، ہم نے کنکرنٹ لسٹ ختم کی کہ صرف صوبے کی معیشت ٹھیک ہو، اس لئے ختم کی کہ ان سب کو ہم نے کچھ Protection دی، صوبوں کو آرٹیکل (a) 163 کے نیچے "The share of the provinces in each award of the National Finance Commission shall not be less than the share given to the province in previous award" قومی مالیاتی کمیشن میں صوبے کو دیا ہوا حصہ اس کے حساب سے کم نہیں ہوگا، ہم نے تحفظ دیا صرف چھوٹے صوبوں کو تاکہ ان کے وسائل کے اوپر ان کا اختیار رہے، مجھے آج پانی کے پیسے نہیں ملتے، نیٹ ہائیڈل نہیں ملتا، آئل نہیں ملتا، گیس کی پروڈکشن میری زیادہ ہے، مجھے نہیں ملتی، جناب سپیکر، صوبائی حکومت کی غفلت کیا ہے؟ اس میں میں گندم باہر سے منگواتا ہوں، جب یہ لفٹ آئے گی جناب سپیکر، یہ ایک Food deficit صوبہ ہے، ادھر ہمیں گندم چاہیئے، پانی کا شیئر موجود ہے، میرے پاس گندم نہیں ہے، میرے پاس زمین موجود ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ صوبائی حکومت اس طرح کے پراجیکٹس لاتی جو کہ کینال سٹرکچر پہ ہوتے تاکہ میرا یہ چھ ارب کا پانی جو Unutilized جارہا ہے، یہ Utilize ہوتا۔ مجھے گندم بھی ملتی، میری معیشت بھی ہوتی، میرے لوگ بھی خوشحال ہوتے لیکن انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے بی آرٹی بنادیا پانچ سو ملین ڈالرز پہ، سوال کرتا ہوں کیا یہ آپ لوگوں کی Priorities ہیں؟ ان کی ڈائریکشن ٹھیک نہیں ہے، اگر آپ ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف جائیں گے تو آپ کا منہ ساؤتھ کی طرف ہوگا، اگر آپ کا منہ نارتھ کی طرف ہوگا تو آپ ساؤتھ پہ ڈی آئی خان نہیں پہنچ سکتے، یہ معیشت کو ڈبو رہے ہیں، یہ صوبائی حکومت غافل ہے، یہ negligence Criminal کر رہی ہے اور ہمیں آج فخر ہے، جو ہماری صفوں میں وہ شخص موجود ہے جس نے بی آرٹی کی مخالفت کی تھی، آج وہ تاریخ کا حصہ ہے And history will judge your decision، آپ کا فیصلہ تاریخ کرے گی۔ میں دوبارہ پانی کی طرف جناب سپیکر، آتا ہوں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ صوبائی حکومت ایک کیس بنائے جناب سپیکر، ہمارا Claim ہونا چاہیئے تاکہ میرا یہ جو پانی Unutilized جا

رہاہے، آخراس کی کوئی قیمت توہے نا، میں کیوں نہیں اس میں اینڈمنٹ لاسکتا، میں کیوں نہیں Compensationمانگ سکتاIRSAمیں ؟جناب سپیکر، میرے پاس فورم موجودہے، Council of Common Interestموجودہے لیکن بدقسمتی سے یہ صوبائی حکومت ان کونوے دن میں جناب سپیکر،اس Council of Common Interestکی میٹنگ ہونی چاہیئے، Constitutional rightہے،ان سے پوچھیں کہ آپ نے کتنی میٹنگز کیں، چلیں میٹنگ نہیں بلائی جاتی، یہ ہمیں کوئی خط دکھادیں، کوئی اپنی آوازدکھادیں، کوئی بلیک اینڈوائٹ میں کچھ دکھادیں جوانہوں نے بات کی جناب سپیکر، میرے آئل کا شیئر نہیں مل رہا، مجھے پانی کا شیئر نہیں مل رہا،180ارب روپے کا میرا یہ Claimہے، مجھے لوگوں نے یہاں پہ نلکے یانالی یا گلی کی سیاست کے لئے نہیں بھیجا، مجھے صوبے کے حقوق کے لئے بھیجاہےاورانہوں نے کہاہے کہ ایک ایک پیسے کا حساب ہم کریں گے۔۔۔(تالیاں)۔۔۔یہ سوئے ہیں،ان کو یاتوسمجھ نہیں ہےاوریایہ اپنی نوکریوں کی خاطرخاموش بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہم ان کوچین سے نہیں سونے دیں گے،اگرہماری بنجرزمینیں اگراسی طرح آپ اس کوبنجررکھنا چاہتے ہیں، ہم توان سے یہ بھی نہیں کہتے کہ آپ ہمیں انفراسٹرکچردیں، ہمیں پتہ ہے ہمیں محروم رکھاجارہاہے لیکن ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ خدارااس کے اوپرآپ اپنادعویٰ بنائیں،آپ اپناClaimکریں،آپ آئل کی ایکسائزڈیوٹی کے اوپرClaimکریں، پانچ چھ چیزیں مانگیں گے دوتین ملیں گی،Lobbingکریں اس کے لئے جناب سپیکر، میں آپ کوایک مثال دیتاہوں، بس اس کے بعدمیں مختصرکرتاہوں اورفائنل کرتاہوں۔آج آپ دیکھ لیں،ٹوٹل پاکستان میں بائیس ہائیڈرواسٹیشن ہیں، بائیس ہائیڈرواسٹیشنزہیں کتنے؟ بائیس،چودہ میرے صوبے میں ہیں، نوہزارمیگاواٹ بجلی بناتے ہیں، چھ ہزارمیں بناتاہوں،دوہزارپنجاب بناتاہے،ایک ہزارکشمیربناتاہےاورجوغازی بھروتھاپنجاب میں ہے،وہ بھیDisputedہے، میری زمین میں تھا لیکن وہ پنجاب چلاگیا،اس پہ بھی میں نہیں پڑتا،چھ ہزارمیگاواٹ میں بناتاہوں، سب سے سستی بجلی کاچوتھا ہائیڈل پاوراسٹیشن میرے پاس ہے، واپڈاہاؤس لاہورمیں ہے، ریاست سےایک دعویٰ کرتاہوں، اس صوبائی حکومت کوکہتاہوںClaimتوڈالو، نہ دیں ہمیں کچھ بھی نہ دیں لیکن ہماراClaimہوناچاہیئے۔آج بھی بازمحمدخان کی،آج بھی بازمحمدخان کی ریزولیوشن موجودہے سینیٹ میں لیکن مجھےاس سے اختلاف ہے، اس نے کہالاہورسے اسلام آبادہو، میں کہتاہوں لاہورمیں نہ ہوپشاورمیں ہو، میرے دل میں ہو، میراحق ہے، یہ پانی میراہے، مجھے یہ قدرت نے دیاہے، مجھے یہ خدانے دیاہے،اگرنیچرل جسٹس پہ بھی

جائے، اگر انسانی جسٹس پہ بھی جائیں، اگر عمرانی معاہدے اور Constitution پہ بھی جائیں تو میرا حق ہے جناب سپیکر، سب سے زیادہ تیل میں پیدا کرتا ہوں 90 ہزار بیرل تیل نکلتا ہے پورے پاکستان میں، پچاس ہزار میں پیدا کرتا ہوں، مجھے بتائیں کس کا ہیڈ کوارٹر یہاں پہ موجود ہے، کس کا ہیڈ کوارٹر موجود ہے، پارکو کا پی ایس او کا، اٹک ریفائنری کا یا اس کے علاوہ نیشنل ریفائنری کا، مجھے بتائیں، تیس تیس او ایم سی ہے، تیس آئل مارکیٹنگ کمپنیاں ہیں تیس، ایک کا دفتر تو بنا دیں، کوہاٹ کے لوگ پیاسے پڑے ہیں، کرک کے لوگ چیخ رہے ہیں، اس کے باوجود بھی مجھے آپ بتا دیں، پچاس ہزار بیرل میں پیدا کرتا ہوں 161 کے پیرگراف 'بی' کے نیچے جو مجھے فیڈرل ڈیوٹی دی جائے Constitutional right ہے، گی، ان سے پوچھتے ہیں انہوں نے کیا کیا صرف کیا کیا؟ ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں، کہ پیسے بھی مت لاؤ، اگر تمہیں نہیں دیتے لیکن آپ لوگوں نے کیا کیا کس فورم پہ آپ نے آواز اٹھائی؟ سی سی آئی میرا فورم ہے، اس کی آٹھ میٹنگز ہونی چاہیئے تھیں Constitution کے مطابق جناب سپیکر، یہ جو سبز کتاب ہے، یہ ہمارے لئے Supreme Law of this land ہے، ہم اس کے نیچے Rights مانگ رہے ہیں، کسی اور چیز کے نیچے نہیں، ان سے پوچھیں صوبائی حکومت نے کوئی آواز اٹھائی Council of Common Interest میں، اگر نہیں بلائی جاتی تو پروویژن موجود ہے، چیف منسٹر Urgent meeting call کر سکتا ہے، ہم تو بار بار یہ چیخ رہے ہیں جناب سپیکر، کہ کم از کم اسلام آباد کے ایوانوں میں سلطان صاحب گونجے، ہمارے حقوق مانگے، ہم ان سے یہ بھی نہیں کہتے کہ پیسے لیں، پیسے انہوں نے لگانے ہیں (تالیاں) میں آخر میں وائنڈ اپ کر رہا ہوں، میں وائنڈ اپ کر رہا ہوں، بالکل میں جناب سپیکر، صرف یہی کہتا ہوں کہ یہ تھوڑا سا اس کے اوپر تھوڑا سا درد رکھیں تھوڑا سا اس کے اوپر، ان کے پاس بہت بڑی بیوروکریسی ہے، میں آپ کو بتا سکتا ہوں جو دنیا کے مختلف ایگریمنٹس میں واٹر ٹریڈنگ موجود ہے، مجھے Compensation تین ملین ایکڑ فٹ کی مل سکتی ہے، دنیا میں مثالیں موجود ہیں، میرے پاس بھی ہے، اگر مجھے بلائیں گے تو میں آؤں گا، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ بیٹھا ہوا ہے، اگر انہوں نے کوئی Calculation کی ہے تو مجھے بلیک اینڈ وائٹ میں بتا دیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے جناب سپیکر، کہ اس کے لئے لابنگ ہوتی ہے، اس کے لئے بیٹھنا پڑے گا، اس کے لئے روڈ میپ طے کرنا پڑے گا، ہم ان کو Input دے رہے ہیں، جہاں پر یہ غفلت کریں گے ہم ان کو چین سے سونے نہیں دیں گے۔ میں آخر میں آپ کا بڑا مشکور ہوں، میری یہی Input تھی اس پہ، آپ کمیٹی بنائیں خدارا، یہ صوبائی حکومت سوئی ہوئی ہے، انہوں نے ستو پیا ہوا ہے، یہ بالکل

ٹھنڈے پڑے ہوئے ہیں، یہ اپنی نوکریاں بچارہے ہیں، آپ کے اوپر ذمہ داری ہے، خدارا یہ صوبے کا مقدمہ ہے میرا مقدمہ نہیں ہے یا یہ ڈی آئی خان کا پراجیکٹ نہیں ہے، یہ اس ریاست کا پراجیکٹ ہے، یہ صوبے کا پراجیکٹ ہے جو Food deficit ہے، یہ اس کو پورا کرے گا۔ آخر میں میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

(تالیاں)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر، محمود جان مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: عنایت اللہ خان صاحب، عنایت اللہ خان صاحب۔

<u>جناب عنایت اللہ</u>: جناب سپیکر صاحب، جناب احمد کنڈی صاحب ہمارے اس ایوان کے انتہائی Competent نئے ممبر ہیں، پہلی مرتبہ آئے ہیں لیکن ایسے Issues raise کرتے ہیں کہ جو اس صوبے کے لئے بڑے Important ہوتے ہیں اور ہم ان کو Appreciate کرتے ہیں، پوری اسمبلی کی طرف سے ان کو Appreciate کرتے ہیں اور سچی بات یہ ہے، یہ جو ایشو انہوں نے اٹھایا ہے، ان سے پہلے میں بھی ایک دو مرتبہ اس پر بات کر چکا ہوں۔ ظاہر ہے وہ ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے سے نہیں، اسی اسمبلی بجٹ سپیچ کے دوران اس طرف اشارہ کر چکے ہیں، 1991ء میں ایک Water Accord سائن ہوا تھا جو کہ اس وقت اس Water Accord کے اوپر ہمارے جو پارٹی کے لوگ ہیں، انہوں نے اپنی تحفظات کا اظہار کیا تھا اور ہمارا خیال تھا کہ اس Water Accord کے اندر بہت زیادہ Gap موجود ہے اور یہ اس سے بہتر ہو سکتا تھا، اس کو بہتر طریقے سے Negotiate کیا جا سکتا تھا، وہ Water Accord basically یہ تھا کہ صوبے کے اندر، صوبوں کے درمیان پانی اور Specially جو ہمارا انڈس ریور ہے، اس کے پانی کی تقسیم کے Apportionment کا ایک فارمولہ اس میں دیا گیا تھا اور اس میں جو چھوٹے صوبے ہیں، بلوچستان اور کے پی وہ ایک لحاظ سے Disadvantage پہ ہیں، مطلب اگر آپ اپنے حصے کا پانی استعمال نہیں کر سکتے ہیں، آپ کے ساتھ وسائل نہیں ہیں کہ اس کو سٹور کر سکیں، اس کو Preserve کر سکیں، اس کے لئے بڑے چینلز بنا سکیں، اگر آپ اس کے انفراسٹرکچر ڈیویلپ نہیں کر سکتے تھے یا آپ کی Topography ایسی ہے کہ وہ آپ استعمال نہیں کر سکتے ہیں تو آپ کا پانی پنجاب جائے گا، سندھ جائے گا جب وہاں جائے گا تو یہ پانی جب وہ استعمال کریں گے تو اس پانی کا آپ کو معاوضہ ملے گا، اس کے پیسے آپ کو ملیں گے، یہ پیسے 1991ء سے Onward ابھی تک ہمیں نہیں ملے ہیں، اس

کی کوئی Calculation نہیں ہوئی ہے، یہ کیس ہمارے صوبے نے ابھی تک Take up نہیں کیا ہے اور بہت سے ایسے ایشوز ہیں کہ جس میں ہمارے اربوں روپے مرکز کے ذمے ہیں، اس وقت نیٹ ہائیڈل پرافٹ کا ہم کہہ رہے ہیں، نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے علاوہ بھی بہت سے ایشوز ہیں، ایک اس میں یہ جواب ہمارے حصے کا پانی وہ استعمال کر رہے ہیں، وہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ہمارے ہاں انفراسٹرکچر ڈیویلپ ہونا تھا، ہمارے حصے کے پانی کے استعمال کا جو انفراسٹرکچر ڈیویلپ ہونا تھا جس میں یہ جو ہمارا سی آر بی سی ہے اور 121 بلین کا جو پراجیکٹ تھا جو مسلم لیگ (ن) حکومت کے ساتھ اس وقت کی صوبائی پی ٹی آئی کی حکومت نے یہاں سے پارلیمانی لیڈرز لیکر وہاں ان کے ساتھ ڈسکس کیا اور پی ایس ڈی پی کا حصہ بنا، ظاہر ہے یہ اس کے اس پراجیکٹ کو آپ کی حکومت نے یہاں کے پارلیمانی لیڈرز کو لے کر مرکز کے ساتھ Negotiate کیا تھا، اب آپ کی صوبے اور مرکز دونوں میں حکومت ہے، آپ کی Responsibility بنتی ہے کہ جس میں 35 پرسنٹ شیئر صوبوں کا حق ہے اور 65 پرسنٹ شیئر وہ مرکز کا ہے اور جناب سپیکر صاحب، اگر یہ پراجیکٹ Mature ہو جائے گا تو ڈی آئی خان کے اندر تین لاکھ ایکڑ زمین وہ سیراب ہو جائے گی، جب یہ زمین Irrigate ہو جائے گی تو خیبر پختونخوا ایک بڑا فوڈ باسکٹ بنے گا، نہ صرف یہ کہ ہم اپنے صوبے کے اندر اپنی خوراک میں خود کفیل ہوں گے بلکہ ہم صوبے کے دوسرے حصوں کو بھی دے سکیں گے، اس لئے جناب سپیکر صاحب، یہ انتہائی Important issue ہے اور میں تو چاہتا ہوں، خوشدل خان مجھے Assist کریں گے اس میں Legally، تو میں چاہتا ہوں کہ اس پہ کوئی آپ سلیکٹ کمیٹی بنا دیں تاکہ اس Water Accord کو بھی سٹڈی کرے اور ہمیں اریگیشن منسٹری وہ Assist کرے اور وہاں سے جتنا بھی ہمارا Claim بنتا ہے، اس پورے Claim کو بھی ہم Reconcile کریں اور جن پراجیکٹس کے اندر فیڈرل گورنمنٹ سے ہمیں Help ملنی چاہیئے کہ ہمارا انفراسٹرکچر پانی کے استعمال کے لئے ڈیویلپ ہو، اس میں بھی ہماری Recommendations وہ ڈیویلپ کریں، وہ Recommendations اسمبلی میں آئیں، یہاں سے Unanimously پاس ہوں اور یہاں سے ریزولیوشن بھی پاس ہو اور وہ صوبائی کیبنٹ اور صوبائی حکومت بھی مرکز کے پاس بھیجیں، سی سی آئی میں بھیجیں، یہ ایشوز سی سی آئی میں اٹھتے ہیں، سی سی آئی میں بھیج دیں اور یہ جو ہمارا کیس ہے، اس کو مرکز کے ساتھ Take up کریں، تو اس لئے یہ جو آج ایڈجرنمنٹ موشن موو ہوئی ہے اور ڈسکشن کے لئے منظور ہوئی ہے، اس پہ اگر صرف ڈسکشن ہوتی ہے اور کسی Conclusion پر ہم نہیں پہنچتے ہیں تو میرا

خیال ہے کہ یہ بات ہوا میں اڑ جائے گی، ہماری تو حاضری لگ جائے گی، ہم تو سوشل میڈیا پہ Clip ڈال دیں گے، میڈیا کے اندر بات چلی جائے گی لیکن صوبے کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، صوبے کو فائدہ تبھی ہوگا جب حکومت کے اندر یہ Will موجود ہو کہ وہ اس پہ کوئی Recommendations تیار کرنے کے لئے تیار ہو، پالیمانی لیڈرز کی کوئی کمیٹی بنانے کے لئے تیار ہو، کوئی سلیکٹ کمیٹی بنانے کے لئے تیار ہو جو Recommendations فائنل کرے اور تھرو پراونشل گورنمنٹ اور تھرو پراونشل اسمبلی ریزولیوشن ہم اس کو سی سی آئی کے لئے بھیج دیں، تو جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں اور میں احمد کنڈی بھائی کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے انتہائی اہم مسئلے پہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن Introduce کی ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: میاں نثار گل صاحب!

<u>میاں نثار گل</u>: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، احمد کنڈی صاحب نے جس بات کی طرف آج ایڈجرنمنٹ موشن موؤ کی ہے اور جس پر اسمبلی میں بحث ہو رہی ہے، خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے یہ جنوبی اضلاع کا پراجیکٹ ہے اور ڈی آئی خان آپ نے دیکھا ہوگا، میرے خیال میں اگر یہ پراجیکٹ منظور ہوتا اور یہ پانی استعمال ہوتا تو آج ہمیں یہ ضرورت نہ پڑتی کہ ہم پنجاب سے گندم یا آٹے کے لئے شور مچاتے اور ہم کہتے کہ ہمارے حق میں گندم نہیں ہے جناب سپیکر، لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے، میں اس ایوان میں یہ تیسری دفعہ آ رہا ہوں اور جب بھی اس ایوان میں آتے ہیں تو اسی پراجیکٹ کے متعلق بات ہوتی ہے لیکن آج تک اس پہ سٹارٹ نہیں ہوا جناب سپیکر، یہ ڈی آئی خان کا پراجیکٹ نہیں ہے، یہ اس صوبے کا پراجیکٹ نہیں ہے، یہ ان وسائل کا پراجیکٹ ہے جس پہ آپ کا حق ہے کہ دریائے سندھ سے جو پانی بہتا ہے وہ بدقسمتی سے ڈی آئی خان کے حصے میں آ رہا ہے، ڈی آئی خان کا یہ کینال اگر بن جائے تو یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہوگا۔ میں کنڈی صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ جب بھی اٹھتے ہیں یہی ایک بات کرتے ہیں کہ ہم پچاس ہزار بیرل تیل دیتے ہیں، گیس دیتے ہیں لیکن یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ نہر بھی جنوبی اضلاع میں آ رہی ہے جناب سپیکر، آپ دیکھیں جنوبی اضلاع کوہاٹ، کرک، ہنگو، لکی مروت، بنوں، ڈی آئی خان، ٹانک اور ساتھ ابھی دو تین اور بھی ایجنسیاں ہمارے ساتھ آ رہی ہیں اور یہی آواز اٹھ رہی ہے، میں سلطان خان کو بھی کہنا چاہتا ہوں، ہم اس صوبے کے لوگ ہیں، ہم پاکستان کے لوگ ہیں لیکن ہمیں اگر حق نہیں دیا جاتا تو پھر بھی ہم ریاست کی پاسداری کریں گے لیکن ساتھ ساتھ ہماری یہ بھی ڈیمانڈ ہوگی کہ جب اپنے وسائل پہ ہمارا حق نہیں ہے، پانی کی تقسیم پہ ہمارا حق نہیں ہے، ہم

گندم کاشت کر سکتے ہیں، پانی ہمارے ساتھ ہے لیکن وہ ضائع ہو رہا ہے، تیل ہمارے ساتھ ہے، گیس ہمارے ہاں ہے لیکن ہمیں حق نہیں دیا جارہا، تو ہو سکتا ہے کہ آج اگر ہم نہ کہیں تو کل ہمارے بچے اٹھیں گے اور وہ کہیں کہ جنوبی اضلاع کو اپنا صوبہ ملنا چاہیئے، یہ آواز اٹھے گی، اس لئے اٹھے گی کہ جب ایوانوں میں بات نہیں سنی جاتی تو پھر لوگ احتجاجوں پہ مجبور ہوتے ہیں، پھر لوگ دھرنوں پہ مجبور ہوتے ہیں، پھر لوگ آواز اٹھانے کے لئے چھوٹے چھوٹے صوبوں کی ڈیمانڈ کرتے ہیں، آج سرائیکی کیوں چیخ رہے ہیں کہ ہمیں اپنا صوبہ ملنا چاہیئے؟ اس لئے کہ پنجاب اس کو حق نہیں دے رہا، آج ہم کیوں ادھر جنوبی اضلاع والے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وہ حق نہیں دیا جارہا جو مردان کو مل رہا ہے، جو سوات کو مل رہا ہے، جو ملاکنڈ کو مل رہا ہے، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، ہم اس پہ خوش ہیں، اللہ ان کو اور بھی ترقی دے لیکن ہم بھی آپ کے بھائی ہیں، کنڈی صاحب نے بڑی مدلل تقریر کی، وہ بڑے اچھے مقرر ہیں، اس نے کہا کہ میں ادھر گلیوں کے لئے نہیں آیا، میں نے اپنی آواز اٹھانی ہے، بار بار اس اسمبلی میں اس کینال کے متعلق بات اٹھی ہے لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے جناب سپیکر، ابھی تو خوش قسمتی ہے صوبے میں بھی پی ٹی آئی کی حکومت ہے، مرکز میں بھی تحریک انصاف کی حکومت ہے، میرے خیال میں سلطان صاحب تو اٹھیں اور اعلان کریں، ہمارے وزیر اعظم میانوالی کے ہیں جس کے ساتھ ڈی آئی خان لگا ہوا ہے، اعلان کریں کہ مہینے دو مہینے چھ مہینے میں میں اس پراجیکٹ کا افتتاح کروں گا اور اس کو شروع کروں گا، اگر وہ اعلان نہیں کر سکتے تو ہم دھرنوں کے عادی ہیں، احتجاج کر رہے ہیں، لطف الرحمان صاحب جو میرے پارلیمانی لیڈر ہیں، اس بات پہ ناراض ہوں گے لیکن یہ بھی جنوبی اضلاع کے رہنے والے ہیں ہماری سڑکیں دیکھیں، ہمارے حالات دیکھیں، ہمارے وسائل دیکھیں اور جب اپنے وسائل میں ہمیں حصہ نہیں مل رہا تو پھر ہم یہ سوچیں گے کہ ہم ریاست کی پاسداری تو کریں گے، آئین کی پاسداری تو کریں گے لیکن ساتھ ساتھ پھر ہم سوچیں گے کہ ہمیں بھی چھوٹا سا صوبہ ملنا چاہیئے جس کا دار الخلافہ جو بھی ہو لیکن اپنے وسائل پہ ہمارا قبضہ ہو اور اپنا حق مجھے ملے۔ بہت بہت شکریہ جی۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: سردار حسین بابک صاحب۔

<u>جناب سردار حسین</u>: شکریه جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ستاسو هم شکریه ادا کوؤ چې هغه بله ورځ مونږه ریکویسټ کړے وو چې کوم موشن زمونږ په هاؤس کښې د ډسکشن دپاره منظور دے، نن تاسو د هغې آغاز اوکړو، مونږ ستاسو هم شکریه ادا کوؤ جناب سپیکر، او د احمد کنډی صاحب هم ډیرزیاته شکریه ادا

کوۀ چې دا د هغوی نوټس دے جناب سپیکر، په دې باندې ډیره په تفصیل باندې خبره اوشوه او حقیقت هم دادے چې زمونږ صوبه چې ده دلته مونږته ډیر زیات مشکلات دی،دلته د غنمو پیداوار چې دے یاIrrigated land چې دے هغه زیاتره چې دے هغه باران باندې انحصار کوی او زمونږه زیاتره علاقې چې دی هغه خو غریزې علاقې دی جناب سپیکر، او زیاتره علاقې چې دی هغه بارانی علاقې دی جناب سپیکر، دا سې آر بی سی، چشمه رائټ بینک کینال، حقیقت هم دادے چې څنګه مونږدې سی پیک ته ګیم چینجر وایو، دا چشمه رائټ بینک کینال چې دے دا زمونږد صوبې دپاره یو ډیره لویه منصوبه ده چې دا ګیم چینجر دے جناب سپیکر، مونږکه صرف د غنمو پیداوار ته اوګورو او بیا د هغې مصرف ته اوګورو، استعمال ته اوګورو نو په هغې کښې ډیر لوئے Gap دےاو دا Gapخو په خپل ځائې یو ډیر لوئے مشکل دے خو د هغې نه سوا مشکل جناب سپیکر، چې زمونږ ګاؤنډی صوبه چې هغه میدانی علاقه ده، هلته د غنمو پیداوار سیوا دے، کله مونږ باندې غنم بند کړی، کله جناب سپیکر، مونږ باندې اوړه بند کړی، نو دلته مونږ ګورو چې څلور سوه روپئې پینځه سوه روپئې شپږ سوه روپئې، آته سوه روپئې چې کومه څلویښت کلو تروړه ده په هغې کښې ګرانی راشی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، کنډی صاحب هم خبره اوکړه چې کله نه دامعاهده شوې ده او عنایت الله خان هم خبره اوکړه، پکار خو دا وه چې څنګه ئې په پنجاب کښې هغوی له منصوبه ورکړه په پی ایس ډی پی کښې جناب سپیکر، په هغه وخت کښې، بیا ئې سندھ له هم په پی ایس ډی پی کښې منصوبه د ایریګیشن جناب سپیکر، او هم دغسې بلوچستان له ورکړه او دغې درې وانړوں صوبو ددې منصوبو که دا ګریټر تهر کینال دے، که داRainey canal دے او که دا کچی کینال دے، ددې فیزون کمپلیټ دے، برابر دے او ظاهره خبره ده چې د هغوې صوبو ته ددې خبرې،ددې ډیره زیاته فائده ده او د هغوې پیداوار کښې ډیره زیاته اضافه جناب سپیکر، شوې ده، زمونږ دا مطالبه ده جناب سپیکر،او داایشو چې ده دا د حکومت او داپوزیشن یو ځائې مسئله ده، په دېکښې اپوزیشن د حکومت نه جدا نه دے جناب سپیکر، زمونږه به حکومت ته داریکویسټ وی چې دا پی سی ون که زه غلطیږم نو دا اوس 190بلین ته رسیدلے

دے 190 بلین تہ غالباً جناب سپیکر، ددې کاسټ دومره سیوا شو، کال راشی، بل کال راشی، کلونه تیر شو او دا منصوبه چې ده جناب سپیکر، دا Materialize نه شوه جناب سپیکر، په عمل کښې دا منصوبه رانغله، دا ډیره ضروری منصوبه ده، مونږ که دې ته اوګورو چې څه دپاسه درې لاکهه ایکړه، دلته مولانا لطف الرحمان صاحب ناست دے او دا د هغوی علاقه ده، درې لاکهه دپاسه ایکړه زمکه چې ده دابه ددې نه اوبه شي جناب سپیکر، بالکل زه دې خبرې سره هم اتفاق کوم چې زمونږ د صوبې چې کوم محدود وسائل دی، مونږ په دې پوهیږو چې190 بلین مونږ سره نشته، دا خو لازمه ده، زه به وزیر قانون صاحب ته هم خواست کوم چې مونږ پارلیمانی جرګه جوړه کړو جناب سپیکر، زه بیا بیا دا خبره کوم او یواځې د چشمه رائټ بینک کینال دپاره نه، دلته کریم خان صاحب ناست دے، په صوابئ کښې، په مانسهره کښې په بونیر کښې، چې په کوم ځائی کښې زما ورجینا کیږې د هغې کوم حال دے؟ دلته میاں صاحب خبره اوکړه چې په کوم ځائی کښې د پختونخوا په وطن کښې ګیس پیدا کیږی، په اولنی ځل مونږه وینو چې سړی خو احتجاج کوی خو زنانه د ګیس د احتجاج د پاره راوتلې دی۔ زمونږه چې کوم تیل دی یا Even جناب سپیکر، دا خبره مخکښې هم ما په فلور کړې وه چې عجیبه خبره ده چې د کوم دکاندار نه یو انسان سودا اخلی نو هغه دکاندار به ورته دا سودا تلی او چې څوک سودا اخلی نو هغه اختونکے خو هغه تول ته ګوری چې دا کلو دے یا دا من دے؟ دا دومره لوئې ظلم دے چې ما واپډا نه پریږدی چې زه خپل مشین اولګوم او چې زه ورته دا اووایم چې هاں دا دومره میګاواټه، دولس زره میګاواټه بجلی ده زما جناب سپیکر، دغه حال زما د تیلو دے، دغه حال زما د ګیس دے جناب سپیکر، جناب سپیکر، زه امید لرم چې وزیر قانون صاحب به وزیر اعلیٰ صاحب سره خامخا خبره کوی، دا کومې چې صوبائی زمونږه مسئلې دی، چونکه د اوبو خبره ده، نن که زه د رته د ټوبیکو بورډ خبره اوکړم، د ټوبیکو بورډ، جناب سپیکر، بلکه زه به ریکویسټ هم کوم چې هغه موشن هم زمونږه منظور شوے دے، که هغه ډسکشن له راغلو او د صوبې اولس مونږه د دې نه خبر کړو، هغه د پښتو متل دے وائی، 'توره به لالا وهی او نمړئ به ګوپاله وهی' ګټه وټه زما، دآمدن وسائل ذرائع دا د پښتنو او د

پښتنو د بچو حال د پښتنو او د پښتنو د بچو څه حال دے ؟ دا د لکی مروت زما ورور ته هم پته ده او د چارسدې زما ورور ته هم پته ده او جناب سپیکر، تاسو ته هم پته ده، دا په بونیر کښې هم دا حال دےاو دا په کرک کښې او دا په هره ضلع کښې دا حال دے۔ دا مسئلې جناب سپیکر، داسې دې چې که خلق دا خبره کوی چې دا د سیاست نه بالا تر دی خو دا د سیاست نه بالا تر نه دی۔ دا اختیار آیا د پاکستان د آئین د کوم شق د لاندې مرکزی حکومت له ورکړے دے چې دے به ټول عمر مونږه Exploit کوی، دے به زمونږه او زمونږه د بچو استحصال کوی جناب سپیکر، زه به دا هم اووایمه، لاء منسټر صاحب به خپله خبره کوی، زما اندازه دا ده چې دا سکیم چې دے په 17 جون 2020ء باندې د دې منظوری شویده خو که مونږ ته لاء منسټر صاحب دا اووائی چې په دې پورا کال کښې ددې سکیم د پاره Allocation څومره دے ، زمونږه د صوبې شیئرز پکښې څومره دی، او بیا زمونږه صوبې ددې سکیم دپاره څومره Allocation ایښودے دے ؟ جناب سپیکر، دا هم ډیره زیاته ضروری خبره ده خو په دې کښې هیڅ قباحت نشته، دایشیئن ډیویلپمنټ بینک نه مونږه د سوات دپاره Loan اخلو، په کمیونیکیشن سیکټر کښې مونږه 'JICA' نه اخلو، مونږه د نورو بین الاقوامی ادارو نه جناب سپیکر، اخلو، نو زه به لاء منسټر صاحب او حکومت ته بالکل بیا آفر کوم چې مونږ اپوزیشن تاسو سره په دې مشکل کښې ولاړ یو جناب سپیکر، مونږه درسره بالکل ولاړ یو، پارلیمانی کمیټۍ نه بغیر دا نه کیږی چې دا پارلیمانی کمیټی چې څومره زمونږه ایشوز دی، دلته خبره اوشوه، بالکل په سی سی آئی کښې زمونږه وزیراعلیٰ صاحب ممبر دے ،هم دا کمیټی ده چې د کومې کمیټۍ ډیمانډ مونږه تاسو نه کوؤ جناب سپیکر، ستاسو په وساطت باندې مونږه د حکومت نه هم کوؤ جناب سپیکر، چې کله مونږه دا کمیټی جوړه کړو، دا کمیټی به کیښنی، دا به په اوبو هم خبره اوکړی۔ زه نن تپوس کولے شم جناب سپیکر، چې زما د غازی بهروتها52 کلومیټر اوبه زما نهر، دا اوبه زما دی او هلته ورته پنجاب خپل ډیم جوړ کړے دے ،12سومیګاواټ بجلی هغه هلته پیدا کوی زما د اوبو نه جناب سپیکر، دا Water use charge خو پریږده چې عنایت الله خان خبره اوکړه چې د 1991ء دا چې کوم د IRSA، زه به دا هم خواست کوم چې په IRSA کښې زمونږه

د صوبې کوم Representative دے ، پکار دے چې هغه راشی او ټول هاؤس ته بریفینګ راکړی، د دې پارلیمانی کمیټئ ته بریفینګ راکړی جناب سپیکر،چې دا کوم Water use charge دے ، دا د هغې نه علاوه چې زمونږه ګومره اوبه ضائع کیږی یا زمونږه ګومره اوبه نور خلق استعمالوی او مفتو کښې ئې استعمالوی نو جناب سپیکر، چې کله بیا مونږه دا خبره کوؤ چې که نن مونږه ته دوئ د بجلئ خالص منافع راکړی، پنځه نیم سوه اربه روپئ دی، نو 190 خو زما د چشمه رائټ بینک کینال پوره کاسټ دے جناب سپیکر، زه د اپوزیشن د طرف نه ټوټل دا اختیار حکومت له ورکوم چې دا د بجلئ خالص منافع ترینه واخلئ او دا سکیم تاسو په On going کښې تاسو منظور کړئ، مونږه به ټولې دنیا ته غنم ایکسپورټ کوؤ جناب سپیکر، نن چې مونږه اوګورو چې سالانه زه صرف په غنمو ګومره سبسډی ورکوم، ظاهره خبره ده جناب سپیکر، چې بیا زما ټول بجټ تنخواګانو ته ځی، زما آپریشنل کاسټ ته ځی،زما ډیویلپمنټ دپاره نه پاتې کیږی، نو مجبوراً به دیوکال نه چې بل کال راځی نو Internalاو External قرضې به زه اخلم جناب سپیکر۔ جناب سپیکر،دا ډیره سنجیده ایشو ده، زما امید دے ان شاءالله چې حکومت به په دې ایشوز باندې د سنجیدګئ مظاهره کوی۔ جناب سپیکر، وخت داسې راغلے دے ددې صوبې د اولس د پاره چې Do or die دا Threat نه دے جناب سپیکر، حالت په اقتصادی او معاشی توګه د خلقو توان ختم دے جناب سپیکر، ځه ته چې مونږه قوت خرید وایو، د اخستلو قوت، توان د خلقو ختم دے جناب سپیکر، روزګار نشته، تاسو جناب سپیکر، پخپله سوچ اوکړئ چې دا زما ټوله جنوبی اضلاع چې د کوهاټ نه اونیسئ تر هغه جنوبی وزیرستانه پورې، دا یولس ضلعې دی،په دې ټوله ایریا کښې د پختونخوا په دې وطن کښې زیاته برخه زما په دې جنوبی اضلاع کښې ده چې دا میدانی ده او د قدرت تقسیم ته اوګوره چې اوبه هم هلته دی، ګیس هم هلته دے ، تیل هم هلته دی جناب سپیکر، ګومره معدنیات، Even دا چې مالګه هم هلته ده جناب سپیکر، ګومره معدنیات دی جناب سپیکر، کومې مسئلې چې زمونږه مرکز سره دی هغه بالکل دی، میاں صاحب ذکر اوکړو د جنوبی اضلاع چې دا داسې دومره دومره غټ غټ لوئې لوئې مشران په روډونو کښې صرف د دې

د پاره ناست وو جناب سپیکر، چې دې حکومت د 2013ءنه واخله تر اوسه پورې چې کومه رائلټی د جنوبی اضلاع حق دے هغه ورته هم نه ملاویږی۔ جناب سپیکر،دوئ له خو مقابله پکار ده، دوئ له خو ضد پکار دے، دوئ له خو سیالی پکار ده، دلته درانی صاحب وزیراعلیٰ په 2002ءکښې تر 2008ءپورې، پنځه پرسنټه رائلټی دې جنوبی اضلاع ته مقرر کړئ وه او دا ئې ورکړې هم ده جناب سپیکر، د هغې نه پس د عوامی نیشنل پارټۍ حکومت راغلے دے، امیر حیدر خان هوتی صاحب رائلټی د پنځه پرسنټو په ځائې لس پرسنټه کړه او صرف اعلان ئې نه وو کړے، راواخله ریکارډ دا مخکښې هم دوئ ته، شوکت یوسفزئی صاحب د دې حکومت ترجمان وو، اوس خو زما یقین دے چې ترجمان هم نشته، اوس خدائ خبر چې څوک ترجمان دے؟ د هغې ماته پته نشته او اوس کامران ینګ مین، ینګ زه ورته Congratulation هم وایمه زه ورته مبارک باد وایمه، هغه د هغوی Internal خبره ده، دا به لږ لږ څیزونه اوس راؤځی نو یو یو به اخوا دیخوا کیږی، دا جدا خبرې دی، په هغې باندې هډو خبره نه کوؤ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، د 2008ءنه واخلئ تر2013ء پورې هغه د جنوبی اضلاع رائلټی د پنځو پرسنټو په ځائې لس پرسنټه شوه او اعلان نا زه وزیر قانون صاحب ته وایمه چې سبا دې هاؤس ته هغه فګرز راواخله، چې کله 2013ء ختمیدو نو هغه ټوټل رائلټی چې وه هغه جنوبی اضلاع ته ملاؤ وے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، موازنه، مقابله او سیالی د حکومتونو سره په فیس بکونو نه کیږی، ګراؤنډ فګرز به راا خستل غواړی جناب سپیکر، چې دې مخکښې حکومت څه کړی وو او اووم کال زمونږه د دې ورونړو د حکومت دے دا اتم کال دے، اوس چې دوئ څه اوکړل نو په هغې باندې اولس خبرول غواړی چې اولس ته پته اولګی او بیا دوئ ته هم دا پته اولګی چې د سیره څو پخیږی؟ جناب سپیکر، دلته خو اسان کار دے، دا د ډرامو وطن دے، دلته خو ډرامې کیږی جناب سپیکر، هغه بله ورځ ما دلته دا خبره اوکړه، هغه بله ورځ هم ما دا خبره اوکړه، بیا زما نه دې د دې حکومت ملګری یا زمونږه ورونړه خفه کیږی نه، دا د صوبې په مشکلاتود مسئلو نه خبره اوس مشکلاتو ته لاړه، هغه مسئلو نن د صوبې اولس ته دومره مشکلات پیدا کړل چې هغه مشکلات لاړل یو یو اولس ته لاندې خواره شو جناب سپیکر، او

تاسو د هغې نه انکار کولے شئ چې دا واحد حکومت دے چې د غریبانو ملازمینو په تنخواګانو کښې دوئ اضافه اونه کړې شوه جناب سپیکر، تاسو زمونږه د دې اسمبلئ، ډپټی سپیکر دا دے ناست دے جناب سپیکر، دا خو دلته Trend وو چې کم از کم بجټ راغلو نو د دې اسمبلئ ملازمین چې کوم وو هغوې ته به یو تنخواه اضافی یا دوه بونس چې به ورته تاسو وئیل جناب سپیکر، هغه به ورکړل، یعنی د صوبائی حکومت په مالی توګه حالت چې دے هغه داسې ځائې ته رسیدلے دے چې هغوی پخپله هم اظهار نه شې کولے جناب سپیکر، وزیر خزانه صاحب راتلے هم نه شی جناب سپیکر، زما دا ریکویسټ دے، زما دا طمع ده چې تاسو به نن دې کښې خامخا رولنګ ورکوئ۔ګوره جناب سپیکر، بله خبره کوم، مونږه خو په اقتدار کښې نه یو، که پانچ سو پچاس ارب روپۍ ملاویږی خو دوئ ته به ملاویږی، او تا خو بیا د دوئ د انصاف تله کتلې ده، دوئ سره خو هغه انصاف دے چې د هغې انصاف مثال په ټوله دنیا کښې نه ملاویږی(*تالیاں*)مونږه هغې ته هم تیار یو، صحیح ده، مونږه له به نه راکوی، صوبې ته خو به خپله حصه راشې کنه جناب سپیکر، نو زما د وزیر قانون صاحب نه به دا خواست وی چې کم از کم نن به ماله ډیر سنجیده جواب راکوی چې پارلیمانی کمیټی د اوبو چې کوم IRSA د اوبوAccord دے یا چې کوم استعمال دے، د بجلئ خالص منافع ده، د بجلئ قیمت دے جناب سپیکر، د خوشدل خان ایډوکیټ په Bill باندې مونږه کار کړے وو، اته قسمه ټیکسونه زمونږه د دې صوبې د خلقو نه چې اخلی دا ناروا ده، زما ګیس، داسې زما معدنیات جناب سپیکر، نو ډیر څیزونه داسې دی چې په هغې باندې ډیر سنجیده کار پکار دے او مونږه ډیر سنجیده آفر کوؤ او زمونږه ډیره سنجیده مطالبه ده او مونږه به ډیر سنجیده تاسو سره کار کوؤ ان شاءاللّٰه که خیر وی دا تسلی ساته که په دې ټول ایشوز کښې ستاسو د پی ټی آئی حکومت په یو مشکل کښې، په یو مسئله کښې هم مرکز سره کامیاب شو، اولنے سړے به زه یمه چې زه به دې حکومت له مبارکی ورکوم او زه به ورله داد ورکوم جناب سپیکر۔

<u>*جناب ڈپٹی سپیکر:*</u> *لطف الرحمان صاحب، لطف الرحمان صاحب۔*

جناب لطف الرحمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر،آج جو موضوع زیر بحث ہے اور کنڈی صاحب ایوان میں لیکر آئے ہیں،انتہائی اہم اور میں سمجھتا ہوں یہ صرف صوبے کا نہیں بلکہ میں نیشنل منصوبے کے طور پر اس کو ہمیشہ دیکھتا رہا ہوں اور جناب سپیکر، پانی کی رائلٹی کی بات ہوئی، پانی ہمارا حق ہے اس پر بات ہوئی،اس کی قیمت ہمیں ملنی چاہیئے،اس حوالے سے بات ہوئی، ہماری گیس کی رائلٹی کے حوالے سے، صوبے کے حق کے حوالے سے اور پھر علاقے کے حق کے حوالے سے حکومت سے بھی مطالبہ ہوتا رہا اور اس پر احتجاج بھی ہوتے رہے،اس پر بات تفصیل سے ہوئی اور ہمارا ملک زراعت پر منحصر ملک ہے جناب سپیکر،اور زراعت ہی وہ بنیاد ہے جو ہماری اس ملک کی معیشت کے حوالے ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جناب سپیکر،اور ہمارے صوبے کو الحمد للہ پانی کے حوالے سے، معدنیات کے حوالے سے مالا مال بنایا ہے اور ظاہر بات ہے کہ پھر جو صوبہ معدنیات پر اور پانی پر جو حق رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا حق پہلے اپنے اس صوبے کو ملنا چاہیئے جناب سپیکر، جب چشمہ رائٹ بینک کینال منظور ہوا تھا تو اس کا افتتاح مفتی محمود رحمۃ علیہ نے بیلچہ لگا کر اس کا افتتاح کیا تھا اور اپنے صوبے کا جو پانی ہے اس کا حق مانگا تھا اور پھر وہ پانچ ہزار کیوسک کے حوالے سے وہ پانی ہمارے صوبے کو ملا، جس میں سے 3200 کیوسک ہمارے صوبے کے لئے اور 1800 کیوسک پانی وہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان کے لئے،جناب سپیکر،اس وقت ہمارا یہ مطالبہ تھا کہ ہمیں 11 ہزار کیوسک پانی ملنا چاہیئے اور 11 ہزار کیوسک پر جھگڑا چلا اور آخر کار وہ پانی کا جو حق تھا 11 ہزار کیوسک کا، وہ ہم نے منوایا مرکز سے اور پھر اس پر یہ طے ہوا کہ آگے ہم نے اس منصوبے کے بعد فرسٹ لفٹ کینال بنانا ہے،فرسٹ لفٹ کینال ، سیکنڈ لفٹ کینال، تھرڈ لفٹ کینال بنانا ہے اور یہاں میں آپ کو اس خطے کی جو اہمیت ہے وہ میں آپ کو بتانا چاہوں گا جناب سپیکر، کہ ہماری تقریباً کوئی 22,21 لاکھ ایکٹر زمین ڈی آئی خان کی ایسی ہے کہ جس کو سیراب کیا جا سکتا ہے، جس پہ زراعت اگائی جا سکتی ہے،زراعت کا جو شعبہ ہے وہ کامیابی سے اس زمین پر آپ اس سے وہ لے سکتے ہیں لیکن 22 لاکھ ایکڑ زمین کو آپ نے کس طرح سیراب کرنا ہے؟ تو ظاہر بات ہے کہ جب اس میں آپ کو پانی کا حق ملے گا تو پھر آپ اس کو سیراب کر سکیں گے۔ تو جیسے فرسٹ لفٹ کینال کی بات کی کہ تین لاکھ سے اوپر ایکڑ زمین کو سیراب کر سکتا ہے اور وہ زرعی زمین بن سکتی ہے تو ہمارے اس پورے صوبے کی ضرورت کو وہ اناج پورا کر سکتا ہے،اگر ہم وہ اناج ہماری تین لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین پہ وہاں کاشت کریں گے تو ہم پورے صوبے کو خود کفیل کر سکتے ہیں اناج کے حوالے سے جناب سپیکر،اور

اس کے علاوہ پوری زمین پڑی ہے، تو اس کے لئے ظاہر ہے کہ سیکنڈ لفٹ کینال، تھرڈ لفٹ کینال، اس طرح ہم اس سے تقریباً کوئی بارہ لاکھ ایکڑ زمین کو سیراب کر سکتے تھے جناب سپیکر، اور اس کے بعد ہمارے جو چھوٹے چھوٹے ڈیم بن سکتے تھے ہمارے ڈی آئی خان میں، چاہے وہ گومل زام کے نام سے تھا، ٹانک زام کے نام سے تھا، حیدر زام کے نام سے تھا، درابن زام کے نام سے تھا، شیخ حیدر زام کے نام سے، چودغام زام کے نام سے، تو یہ وہ چھوٹے چھوٹے ڈیم تھے جس سے مزید زمین کو بھی سیراب کیا جا سکتا تھا اور وہاں سے بجلی بھی پیدا کی جا سکتی ہے جناب سپیکر، اور ظاہر بات ہے کہ ہم اگر وہاں سے بجلی بھی پیدا کریں، اگر ہماری وہ Flood damages جو ہوتی ہیں، ہمارے صوبے کا جو نقصان ہوتا ہے وہ بھی نہ ہو اور ہم زمین کو بھی سیراب کریں اور ہم اس کو زیر کاشت لا سکیں، تو اس سے بہتر وہ ہو نہیں سکتا تھا اور ہم اس کے بعد پورے ملک کے دوسرے صوبوں کو بھی اناج دے سکتے تھے جناب سپیکر، تو اس حوالے سے ہمارا وہ علاقہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے جناب سپیکر، میرے دوستوں نے ساری باتیں کی ہیں، تفصیل سے باتیں کی ہیں لیکن میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہمارے صوبے کا حق بنتا ہے اور پورے صوبے کو اس کا فائدہ ملتا ہے، تو میں اس کو جس انداز سے دیکھ رہا ہوں کہ اگر اس پوری زمین کو آباد کیا جائے تو پھر صرف اس پورے صوبے کو اناج پورا نہیں ہو گا بلکہ پورے پاکستان کو آپ اس سے اناج دے سکتے ہیں۔ جناب سپیکر، یہاں اس اسمبلی میں یہ جو پچھلا سیشن تھا اور ابھی جو Tenure چل رہا ہے، مسلسل ہر بجٹ میں ہم نے لفٹ کینال کے حوالے سے بات کی، اس کی ضرورت پہ زور دیا، اس کی ضرورت اس ایوان میں پیش کی اور حکومت کو احساس دلانے کی کوشش کی کہ اگر آپ اس ضرورت کو پورا کریں گے تو پھر آپ اپنے صوبے کو خود کفیل بنا سکتے ہیں، اپنے پاؤں پہ کھڑا کر سکتے ہیں، معاشی لحاظ سے اپنے صوبے کو آپ اوپر لا سکتے ہیں اور اناج جو عام ضرورت ہے، ہر گھر کی ضرورت ہے، اس کو اگر ہم اپنے صوبے میں لوگوں کو مہیا کر سکیں تو اس سے اور بڑی بات کیا ہو سکتی ہے؟ جناب سپیکر، آج چشمہ رائٹ بینک کینال کی وجہ سے آپ کی جو فوڈ منسٹری ہے، اگر وہ اس پہ کام کر رہی ہے اور اس صوبے میں اس کی اہمیت ہے تو وہ چشمہ رائٹ بینک کینال اس کی بنیاد ہے جناب سپیکر، تو ہمیں اس پہ سوچنا چاہیئے اور دیکھیں جیسے بجلی کی رائلٹی کی بات ہے اور جتنی بجلی ہمارا صوبہ پیدا کرتا ہے اور اس حوالے سے جو ہمارا حق بنتا ہے اور اس کی حوالے سے جو ہماری رائلٹی بنتی ہے، اگر ہم اس کو بھی بروئے کار لائیں تو ہم چھوٹے چھوٹے ڈیم بھی بنا سکتے ہیں، ہم یہ لفٹ کینال بھی بنا سکتے ہیں۔ جو پانی ہمارے صوبے میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی کی نعمت سے نوازا ہے، اگر ہم اس کو

کار آمد طریقے سے استعمال میں لاتے تو ہمارا صوبہ آج کہاں سے کہاں ہوتا جناب سپیکر، اور کب سے یہ منصوبے چل رہے ہیں، آپ یقین جانیئے کہ جو گومل زام ڈیم بنا ہے جناب سپیکر، اور اب جا کے اس کی ایریگیشن ہو گی اور اب جا کے وہ پانی زمین کو سیراب کرے گا جناب سپیکر، یہ تقریباً کوئی 1962ء میں مفتی صاحب نے سب سے پہلے اس منصوبے کو اٹھایا تھا گومل زام کا اور پھر وہ گومل زام بنا بینظیر بھٹو کے دور میں، پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور اس دور میں جا کے وہ گومل زام دوبارہ شروع ہوا، وہ اب جا کے وہ کمپلیٹ ہوا ہے اور اب جا کے بڑی مشکل سے اب زمین کو وہ پانی سیراب کرے گا جناب سپیکر، تو اس سے بھی کم از کم تقریباً کوئی 80 ہزار ایکڑ زمین آباد ہو گی جس سے کچھ ٹانک کا علاقہ آباد ہو گا، جس سے کچھ ڈی آئی خان کا علاقہ آباد ہو گا۔ تو جناب سپیکر، ہم نے پہلے بھی بات کی کہ یہ جو حقوق ہوتے ہیں یہ بڑے حساس ہوتے ہیں جناب سپیکر، اگر وہ حقوق اس قوم کے حوالے سے ہوں، اس مقامی علاقے کے حوالے سے ہوں، وہ صوبے کے حوالے سے ہوں جناب سپیکر، اگر آپ وہ حقوق مہیا نہیں کریں گے اور وہ حقوق ان کو نہیں ملیں گے جناب سپیکر، تو پھر احساس محرومیت پیدا ہو گا جناب سپیکر، اور اس احساس محرومیت سے پھر نفرت جنم لیتی ہے اور ہم اس احساس محرومیت جو ہمارے مرکز کی پالیسیوں کی وجہ سے، جو صوبوں کے حقوق بنتے ہیں اور آج تک ہم ان کو وہ حقوق نہیں دے سکے، اس کی وجہ سے وہ نفرتیں جنم لے چکی ہیں جناب سپیکر، اور آج آپ کے ملک میں جب قومیتوں کی بات ہوتی ہے یا بلوچ کی بات ہو، بلوچستان کی بات ہو، بلوچستان مومنٹ کی بات ہو، چاہے وہ سندھ کے حوالے سے بات ہو، چاہے کے پی میں بات ہو، تو وہ احساس محرومیت پیدا کرنے کی بنیاد جو ہے وہ ہم فراہم کرتے ہیں جناب سپیکر، اور وہ یہ کہ ہم حق فراہم نہیں کرتے ہیں جناب سپیکر، اور جب تک ہم ان نسلوں کو، حساس نسلوں کو ذمہ داری سے نہیں لیں گے اور ذمہ داری سے ہم اس کو پورا نہیں کریں گے جناب سپیکر، یہ فلور ہے ذمہ داری کا، یہاں پارلیمنٹ میں جو آپ صوبے کے تقریباً تین ساڑھے تین کروڑ لوگوں کی آپ نمائندگی کرتے ہیں، اگر آج ہم یہاں پہ وہ بات نہ کریں اور کل کو وہی نقصانات ہم جناب سپیکر، اٹھائیں تو پھر اس سے فائدہ کیا ہو گا، ملک کہاں جائے گا؟ اگر حقوق نہیں ملیں گے، نفرتیں پیدا ہوں گی، احساس محرومیت کی وجہ سے نفرتیں پیدا ہوں گی، صوبائیت کی بات ہو گی، ہم ایک قوم نہیں بن پائیں گے جناب سپیکر، اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہیں رکھیں گے، اگر ہم وہ حق فراہم نہیں کریں گے، اگر ہم علاقائی ہوں، صوبائی ہوں اور صوبوں کو حق دینا ہو، اگر وہ حق ہم فراہم نہیں کریں گے جناب سپیکر، تو پھر احساس محرومیت پیدا ہو گا اور اس احساس محرومیت سے پھر

نفرتیں جنم لیتی ہیں اور پھر ہم سمجھتے ہیں کہ فلاں قوم ہم سے وہ حق مار رہی ہے، اس کے خلاف بات ہوتی ہے، ہمارے جو آگے الیکشن ہوتے ہیں ان الیکشنوں میں آپ دیکھیں کہ آج جب الیکشنز ہوتے ہیں تو ہمارے اکثر پورے ملک میں، ہر صوبے میں الیکشن میں ان کے ممبران آتے تھے، آج صوبائی لیول تک وہ اس سے محدود ہوئے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ احساس محرومیت ہے، تو ہمیں چاہیئے کہ ہم ان حقوق پہ بات کریں، ہم گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ ہمارے پورے صوبے کا حق ہے، ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، ہم جس طریقے سے بھی جہاں سے بھی ہم سٹارٹ لیں لیکن ہمیں یہ سٹارٹ لینا چاہیئے اور اگر آج ہم سٹارٹ لیں گے، آج ڈالر کتنے پہ پہنچا ہوا ہے، ہماری لاگت کہاں پہ چلی جاتی ہے؟ کسی بھی منصوبے کو پورا کرنے کے لئے جو ہم ایم ایم اے کے دور میں 25 ارب سے 50 ارب میں پورا کر سکتے تھے، پھر پچھلے دور میں نواز شریف کے دور میں اور یہاں ہماری پی ٹی آئی کی حکومت تھی، اس میں 125 ارب کا تھا اور اب جا کے وہ تقریباً کوئی 2 سو ارب پہ پہنچ جائے گا اور وہ منصوبہ ہمارے لئے مشکل سے مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہم وہ پانی بھی حاصل نہیں کر رہے، اگر یہ لفٹ کینال کا منصوبہ ہوتا ہے تو ہم اس کو تقریباً تین چار سالوں میں وہ پیسہ واپس جنریٹ کر سکتے ہیں آبیانے کی صورت میں، اس سے ہم زمین بھی آباد کریں گے، روزگار بھی ملے، لوگوں کا معیار زندگی بھی بلند ہو اور ہم گورنمنٹ کو بھی پیسہ دے سکیں گے، تو اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے جناب سپیکر؟ اور پانی کو بھی ہم زیر استعمال لاتے ہیں اور وہ ہمارے پانی کا جو حق ضائع ہو رہا ہے اور اس پہ ہمیں کوئی پیسہ بھی نہیں مل رہا، وہ پانی بھی ہم استعمال میں لا سکتے ہیں جناب سپیکر، تو یہ میری گزارشات تھیں، اس پہ تو باتیں بہت ہوئیں، تو میں اس حوالے سے تھوڑا سا اس کی اہمیت پہ روشنی ڈالنا چاہتا تھا تاکہ ایوان کے سامنے یہ بات آئے، یہ کافی عرصے سے اور ہر سال ہم کرتے ہیں لیکن کوئی شروعات اس کی نہیں ہوتیں، کسی نہ کسی جگہ سے ہمیں اس کی شروعات کرنی چاہیئے۔ بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> سلطان محمد خان، لاء منسٹر۔

<u>جناب سلطان محمد خان (وزیر قانون):</u> تھینک یو سر، چونکہ بہت زیادہ اہم ٹاپک ہے اور اگر سن لیں۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> یہ Conclusion نہیں ہے، پانچ چھ بندے اصل میں باقی ہیں۔

<u>وزیر قانون:</u> یہ تو اچار نہیں ہوتا ناجی، اس میں گورنمنٹ کا Stance بھی تو تھوڑا بہت آجائے ناجی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلطان صاحب، آپ Continue کریں۔

وزیر قانون: سر، میں احمد کنڈی صاحب کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے بہت زیادہ ایک اہم ٹاپک اسمبلی میں وہ لائے ہیں اور جب یہ ایڈجرنمنٹ موشن آئی تو اس وقت ایک سیکنڈ بھی مجھے نہیں لگا کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس کے اوپر ہم ان کے ساتھ ایگری کر جاتے کہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن ایڈمٹ ہونی چاہیئے اور حقیقت یہی ہے جناب سپیکر، کہ یہ کچھ ایشوز اس طرح کے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو کس نے منع کیا ہے، اس کے بعد بات کر لیں، آپ کو کس نے منع کیا ہے؟ آپ مجھے طریقہ نہ سکھائیں، آپ بیٹھیں، جی سلطان صاحب۔

وزیر قانون: جو پراونشل ایشوز ہوتے ہیں، اس کے اوپر میرے خیال میں جناب سپیکر، ایک واضح Stance ہونا چاہیئے، اس کے اوپر کوئی سیاست نہیں ہونی چاہیئے اور ایسے ایشوز کے اوپر سب کو سننا چاہیئے۔ اگر اپوزیشن ممبرز کو ہم اتنا سن رہے ہیں آرام سے، تو ان کو بھی اتنا حوصلہ ہونا چاہیئے کہ ہمیں بھی تھوڑا دو تین منٹ کے لئے سن لیں، ہم بھاگ تو نہیں رہے، ادھر ہی ہیں، ادھر بیٹھے ہیں، اس کے بعد بھی بات کر لیں، کدھر بھی نہیں جا رہے ہیں لیکن اس کے اوپر بات ضرور ہونی چاہیئے سر۔ یہ جو Indus Water Apportionment Accord ہے، اس کی تاریخ میں تھوڑا سا میں جانا چاہوں گا اور یہ ضروری بھی ہے کہ کنڈی صاحب نے اتنی تیاری کی ہے تو آج اس کے اوپر گورنمنٹ کی طرف سے بھی کوئی سیر حاصل بات ہو جائے، جو اس کی تاریخ ہے سر، چونکہ ہمارا یہ جو خطہ ہے، تھوڑا میں توجہ سر، ممبرز کی آپ کی وساطت سے چاہوں گا، جو ہمارا یہ خطہ ہے، پورے برصغیر کو آپ اگر دیکھ لیں تو یہ ایک Classic example ہے جو Upstream اور Downstream جو واٹر یا پانی کی جو تقسیم ہوتی ہے اور اس میں جناب سپیکر، ہمارے اوپر جب یہاں پہ ایک Colonial حکومت تھی تو اس سے پہلے ہمارا اریگیشن سسٹم اتنا زیادہ ڈیویلپ بھی نہیں تھا، 1947ء سے کچھ سال پہلے بلکہ 1920ء میں 1930ء میں اس سسٹم کے اوپر بہت زیادہ کام ہوا۔ جو ہمارے نیچرل دریا ہیں اس سے اریگیشن سسٹم کے اوپر پورا کام ہوا ہے، میں بذات خود Belong کرتا ہوں چارسدہ سے اور وہاں پر ایک وسیع اریگیشن سسٹم ہے، ہماری بھی جو روزی روٹی ہمارے بزرگوں کی، ہماری وہ بھی اسی ایگریکلچر اور اسی نہری نظام سے وہ منسلک ہے، تو یہ میرے خیال میں ہمارے دل کے بہت زیادہ قریب ہے، یہاں پر جتنے بھی ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں جناب سپیکر، 1947ء کے بعد سے لیکر یہ 1991ء تک کوئی Accord نہیں تھا، کوئی اس طرح کا کوئی معاہدہ نہیں

تھا کہ یہ جو Upstream Indus River کے اوپر جو Upstream صوبے ہیں، جس طرح خیبر پختونخوا ہے اور جس طرح پھر نیچے آپ آتے ہیں پنجاب میں اور پھر سندھ میں اور بلوچستان میں، تو یہ کوئی معاہدہ نہیں تھا، ایک Understanding کے تحت بغیر کسی معاہدے کے یہ سارا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔اس کے بعد چونکہ ضرورت پڑی کہ ایک معاہدہ ہونا چاہیئے تو 1991ء میں یہ Water Apportionment Accord ہوا اور جناب سپیکر، یہ جاننا بہت زیادہ اہم ہے کہ یہ دنیا میں سب سے Largest transnational water allocation accord ہے، یعنی کہ اس کے ساتھ جو مقابلے کے بڑے خطے ہیں جس میں اس طرح کے Accords ہوئے ہیں تو وہ ایک انڈیا میں Krishna River Basin ہے اس میں ایک Accord ہوا ہے اور ایک ہوا ہے چائنا میں جو Yellow River Basin ہے، اس کا ایک Accord ہے لیکن اب میرے خیال میں اگر فگر آپ نے نہیں کہیں دیکھا تو آپ حیران ہوں گے جناب سپیکر، جو ہمارا انڈس ریور سسٹم ہے جس کے نیچے جو Accord ہوا ہے، یہ تقریباً 144GM per year اس کی Volume ہے، اگر میں Krishna River Basin کے اوپر آئیں تو وہ 58 ہے سر، 58.34، یعنی کہاں 144 اور کہاں 58.34؟ پھر چائنا میں اگر آپ دیکھیں Yellow River Basin کا جو ایک Accord ہوا ہے، وہ بھی 58GM per year ہے اور امریکہ میں ایک Colorado Compact ہوا ہے، Colorado کے اندر بھی اس طرح Up river اور Down river کا ایک تنازعہ تھا، انہوں نے کر لیا تھا تو Colorado کا Compact آپ دیکھیں تو وہ 18GM per year ہے، وہ بڑا ہی کم ہے، ہمارا انڈس ریور 144، Colorado والا امریکہ میں 18، پھر آسٹریلیا کے اندر ایک Accord ہوا ہے جو Murray Accord کے نام سے جانا جاتا ہے، وہ صرف 1.212GM per year ہے، میں نے یہ فگرز صرف اس لئے بتائے ہیں کہ یہ کتنا Important ہے کہ یہ پوری دنیا کے اندر جو ہمارا جو Indus Water Basin ہے اور اس کا جو Accord ہوا ہے، یہ آپ دیکھ لیں، یہ دنیا کا سب سے بڑا Accord ہے سر۔ اب آتے ہیں اس کے Apportionment Accord کے اوپر، اس کے اندر جو Accord کے نیچے جو شیئرز دیئے گئے ہیں صوبوں کو، تو ایک یہاں پہ میں ضرور پوائنٹ آؤٹ کروں گا کہ اس وقت 1991ء میں اس کے لئے کوئی لاء پاس نہیں ہوا، لاء بعد میں پاس ہوا، وہ IRSA کے لئے پاس ہوا کہ اس Accord کو آپ اگر Implement کروائیں گے تو وہ ایک اتھارٹی کے ذریعے کروائیں گے، وہ 1992ء میں ایک IRSA Act آیا اور اس کے نیچے انڈس ریور

سسٹم اتھارٹی بنی اوراس کا صرف مینڈیٹ یہ ہے کہ اس Accord کے اوپر عمل درآمد کروائے، یہ Accord بذات خود قانون نہیں ہے، تو یہ بھی ایک پوائنٹ ہے جو کل اگر اس کے اوپر بات ہوتی ہے تو یہ بہتری کا ایک عنصر ہے کیونکہ Colorado Compact اور آسٹریلیا کا Murray Basin Plan وہ ایکٹس آف پارلیمنٹ ہیں، ایکٹ آف پارلیمنٹ کے نیچے وہ Accord طے ہوئے ہیں۔اس میں سر، پنجاب کا حصہ 47 فی صد ہے، سندھ کا 42 فی صد ہے، کے پی کا 8 فی صد ہے اور بلوچستان کا 3 فی صد ہے اور کنڈی صاحب نے بالکل ٹھیک فرمایا کہ اس کی جو دیکھ بھال کرنے والا جو سب سے Highest Constitutional Body ہے، وہ ہے Council of Common Interest، تو جہاں پر بھی اس کے اندر Disputes پیدا ہوں گے تو IRSA صرف اس کو دیکھ رہی ہے اور اس کو Manage کر رہی ہے، Disputes کے لئے پراپر فورم وہ Council of Common Interest ہے اور میں اس بات سے بھی خوش ہوا ہوں جناب سپیکر، کہ یہاں پر اس ایشو کے اوپر پالیٹکس نہیں کی گئی۔ کنڈی صاحب جو موؤر ہیں انہوں نے یہ کہا کہ 1991ء سے یہ مسئلہ چلا آرہا ہے تو 1991ء سے تو Obviously پی ٹی آئی تو اس وقت تھی بھی نہیں، پی ٹی آئی کی حکومت نہیں تھی، 1991ء سے مختلف حکومتیں آئی ہیں، مختلف Combination آئے ہیں، صوبے میں کسی اور کی حکومت، مرکز میں کسی اور کی حکومت، کبھی کبھار اس طرح بھی ہوا ہے کہ صوبے اور مرکز میں Coalition government بھی بنی ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سیاست نہیں ہونی چاہیئے اور میں ویلکم کرتا ہوں، آج میں نے یہاں پر کوئی ایسی سیاسی بات یا پوائنٹ سکورنگ نہیں کی اور میں نے کوئی بات ایسی نہیں سنی ہے، تو میرے خیال میں اس ڈیبیٹ سے ہم آگے جا کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اب صرف جو ہماری اس پانی کی جو تقسیم ہے وہ پورا پانی جو Calculate ہوا ہے، وہ ہے 117.35 ملین ایکڑ فٹ، جو پورا پانی Calculate ہوا ہے پورے سسٹم کے اندر، اس میں جو تین ملین ایکڑ فٹ ہوتا ہے وہ ہر سال اوپر سے Slice کر کے خیبر پختونخوا کو دے دیا جاتا ہے، ہمارے سول کینالز کے لئے، وہ ہمارا بس ہمارا ایک حق ہے جو اس Accord کے نیچے ہمیں دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ جی 114.35 ملین ایکڑ فٹ رہ جاتے ہیں وہ باقی صوبوں میں اور ہمارے صوبے میں تقسیم ہوتے ہیں۔اب سر، یہاں پر دو ایشوز بہت زیادہ Important ہیں، بات تو ڈیٹیل میں ہو گئی ہے، میں نے بھی تھوڑا سا Background اس Accord کے بارے میں آپ کو بتا دیا ہے لیکن لمبی تقریر جب ہوتی ہے ظاہر ہے سب لوگ بہت ٹائم سے بیٹھے ہوئے ہیں، پھر بات کا وہ وزن بھی ختم ہو جاتا

ہے، اگر بہت زیادہ لمبی تقریر ہو، میں ایشوز کی طرف آتا ہوں، نمبرون ایشو Un utilized پانی جو ہم Utilize نہیں کر پارہے ہیں۔ یہاں پر بات ہوئی بڑے احترام کے ساتھ بابک صاحب نے بھی کی، یہاں پر کنڈی صاحب نے بھی یہ بات کی کہ صوبائی حکومت تو سوئی ہوئی ہے اور آپ ہمیں اتنا بتادیں کہ آپ نے کوئی Calculation کی ہوئی ہے کہ ہم نے Utilize نہیں کیا ہے؟ جو پانی ہم نے Utilize نہیں کیا ہے تو آپ نے کوئی Calculation کی ہوئی ہے کہ ہمارا حق کیا بنتا ہے؟ تو میں ان کو ایشورنس دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بہت زیادہ سنجیدہ حکومت ہے اور دوسری بار مینڈیٹ لے کے آنے والی حکومت ہے اور اس میں ہم بڑے سوچ و بیچار کے ساتھ اپنے صوبے کے حقوق کے اوپر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان کی انفارمیشن کے لئے، ہم نے بالکل یہ Calculation کی ہوئی ہے اور تقریباً یہ 35 ارب روپے وہ ہم نے Calculate کرکے اور ہم نے بتا بھی دیئے ہیں کہ یہ، اور یہ ہم نے جب Calculate کئے تو اس سال کا ابھی ہم نے Calculate نہیں کیا، ہم نے پچھلے سال کا بھی Calculate نہیں کیا ہوا ہے وہ بھی اس میں Add کریں گے تو یہ اور بھی زیادہ بنیں گے لیکن یہ اس طرح نہیں ہے کہ ہم سو رہے ہیں یا اس ایشو کا ہمیں پتہ نہیں ہے، ہم نے Calculate کئے ہیں۔ ایک تو یہ میں بتادوں، اب سر، دوسری بات کہ حکومت سوئی ہوئی ہے، حکومت نے یہ ایشو اٹھایا ہی نہیں ہے، حکومت نے کسی کو بتایا ہی نہیں ہے، حکومت کو ایشو کا پتہ ہی نہیں ہے اور یہ تو غیر سنجیدہ لوگ ہیں، میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ اس طرح کی Statement فلور آف دی ہاؤس کے اوپر دینے سے پہلے آپ کم از کم مجھ سے کنفرم کر لیتے کہ بھائی جان آپ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کو پتہ ہے، آپ کی حکومت نے کوئی اس طرح کا کوئی اٹھایا ہے؟ میں ان کو چیف سیکرٹری کا خط عنایت فرماؤں گا جو Council of Common Interest کو ہم نے لکھا ہوا ہے اور اس کے اندر ہم نے یہ دو ایشوز اٹھائے ہیں کہ ایک تو Unutilized water کا جو دوسرے صوبے وہ Utilize کر لیتے ہیں، ہم Utilize نہیں کر پاتے ہیں، اس کا معاوضہ ہمیں دیں اور اس کی Calculation بھی ہم نے کر لی اور Council of Common Interest کو لکھ دیا ہے۔
دوسرا ایشو جناب سپیکر، اس ایشو کا حل یہ بھی ہے کہ ہم نے اپنے سٹرکچر کو بہترین بنانا ہے تاکہ Utilization اچھی ہو کیونکہ اگر اس وقت آپ دیکھ لیں تو ہمارا شیئر اگر ملین ایکڑ فٹ کے حساب سے آپ دیکھ لیں تو وہ بنتا ہے جی 8.78 ملین ایکڑ فٹ، جو ہمارا شیئر بنتا ہے۔ اس میں میں نے وہ Figure include کر دیا ہے جو تین ملین ایکڑ فٹ سول کینالز کو جو ہمیں Top slicing کے ذریعے ہمیں ملتے

ہیں، اس وقت ہماری Utilization ہے 5.8 ملین ایکڑ فٹ، یعنی ہر سال 2.98 ملین ایکڑ فٹ ہمارے سسٹم میں سے گزر کے نیچے پنجاب کو یہ پانی چلا جاتا ہے اور پھر سندھ کی طرف اور بلوچستان کی طرف، 34 فی صد پانی ہم Use نہیں کر پا رہے ہیں اور یہ صرف ہماری حکومت میں نہیں، یہ 1991ء سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اس کے لئے یہاں پر جو اچھی بات ہوئی، میں ضرور ایگری کروں گا اور بھی پراجیکٹس ہم نے کئے ہیں اور Proposed بھی ہے لیکن سب سے Important Project اس وقت جو ہے وہ سی آر بی سی کا لفٹ جو کم گریویٹی کا پراجیکٹ ہے وہ سب سے Important Project پراجیکٹ ہے اور یہ پراجیکٹ میں یقین دلاتا ہوں، جس طرح بابک صاحب نے کہا کہ ان کو معلومات تھیں کہ جون میں اس کی منظوری ہو چکی ہے، مجھے یاد ہے کہ جب آنریبل چیف منسٹر صاحب اس سال بجٹ بننے سے پہلے مرکز میں میٹنگ کے لئے گئے تھے اور وہاں پر پی ایس ڈی پی کے اندر ہم نے اپنے پراجیکٹس کے بارے میں ان سے بات کرنی تھی تو مجھے یاد ہے کہ انہوں نے ایک زبردست طریقے سے یہ کیس اٹھایا تھا اور پراجیکٹس بھی لیکن اس سی آر بی سی لفٹ پراجیکٹ کے لئے وزیراعلیٰ صاحب نے وہاں پر، میں آپ کو ابھی فلور آف دی ہاؤس پہ کیسے بتاؤں، انہوں نے اپنے صوبے کے لئے جھگڑا بھی کیا ہے، انہوں نے اپنے صوبے کے لئے وہاں پہ آواز بھی اٹھائی ہے اور انہوں نے اپنے صوبے کے حق کے لئے وہاں پہ کوئی Compromise نہ کرنے کا انہوں نے کہا تھا اور یہ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ ان شاء اللہ یہ سی آر بی سی لفٹ پراجیکٹ کہیں پہ ڈراپ نہیں ہوگا، یہ ہمارا حق ہے، یہ بنے گا ان شاء اللہ اور یہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آپ کی مدد سے کیونکہ یہ صوبے کا مسئلہ ہے؟ آپ کی مدد سے، اگر ہمیں مدد کی ضرورت ہوئی، ہم آپ سے بھی مدد مانگیں گے لیکن کمٹمنٹ ہماری یہ ہے کہ We will not let this project to be dropped.، یہ پراجیکٹ ہمارے صوبے کے لئے ایک لائف لائن کا پراجیکٹ ہے اور ہم ضرور اس کو آگے لے جا کے کام کریں گے۔ اب سر، میں یہ بھی بتا دوں کہ چلیں ایک دن ان شاء اللہ آئے گا کہ یہ سی آر بی سی لفٹ پراجیکٹ بن جائے گا۔ میں مولانا صاحب کو Appreciate کرتا ہوں، صرف اس سے بھی کام نہیں بنے گا۔ جب یہ پراجیکٹ بنے گا تو ہم نے جو اس کے اوپر اندازہ لگایا ہے وہ 1.18 ملین ایکڑ فٹ وہ ہم Further utilize کر پائیں گے، وہ 2.98 ملین ایکڑ فٹ جو ہم نہیں Use کر رہے ہیں اس میں سے 1.18 Use کر پائیں گے۔ باقی رہتے ہیں، 1.80 ملین ایکڑ فٹ تو پھر بھی رہتے ہیں تو ہم نے اور بھی پراجیکٹس Propose کئے ہوئے ہیں اور ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور ہماری صوبائی گورنمنٹ اس کے لئے

تیار ہیں کہ اپوزیشن پارلیمنٹری لیڈرز کو بلکہ سب پارلیمنٹری لیڈرز تو کیا، سب اپوزیشن ممبرز کو ہم یہ بریفنگ دے دیں گے اور ان کو یہ پراجیکٹس بتادیں گے کہ ہم نے جو Propose کئے ہیں۔ اچھا جی، جو چیف سیکرٹری صاحب نے حکومت کی طرف سے سی سی آئی کو خط لکھا ہوا ہے تو۔۔۔(قطعی کلامی)۔۔۔ہاں ادھر سے بڑی ترچھی نظروں سے مجھے کسی نے دیکھا، تو میں نے پارلیمانی لیڈروں کی جگہ میں نے کہا کہ تمام اپوزیشن ممبرز کو ہم یہ بریفنگ دیں گے۔ تو سر، جو ہم نے یہاں پہ کیس اٹھایا تھا وہ سی سی آئی کے اندر وہ تو چلا گیا ہے ان شاء اللہ On the next agenda of the Council of Common Interest یہ وہاں پہ ہوگا، چیف منسٹر صاحب اس کے ممبر ہوتے ہیں سی سی آئی کے، وہاں پہ یہ ایشو ضرور اٹھے گا، Rest assured، دوسرا جو ہم نے 35 سے 40 بلین تقریباً یہ ایک Calculation ہم نے کی ہے اس کے لئے، یہ بھی میں ان کو ایک خوشخبری سنا دوں کہ جو واٹر اینڈ پاور کے منٹس ہیں، ان کے تحت ایک کمیٹی بھی اس کے لئے بن گئی ہے جو ہم نے Claim کیا ہے کہ Unutilize water جو دوسرے صوبے استعمال کرتے ہیں تو ہم نے اتنا کچھ کیا ہے، یہ نہیں ہے کہ ہم سوئے ہوئے ہیں سر، اور ان شاء اللہ Pursue بھی کر رہے ہیں۔ اب سر، میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ ہمارا جو خیبر پختونخوا ہے، خواہ وہ ہم سے پہلے کی حکومتیں ہوں یا ہمارا یہ جو دوسرا ٹرم چل رہا ہے، یہ بھی نہیں ہے کہ یہاں پر کسی نے کام نہیں کیا ہے، یہ جو آج ہم Water utilization کر رہے ہیں تو اس کے اوپر ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور دیگر جو ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہیں، انہوں نے بڑا کام کیا ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ جو 1977ء سے لے کر 1982ء تک جو ہماری Water utilization تھی وہ بڑی کم تھی، جو ابھی 1991ء سے لیکر تقریباً ایک سٹڈی ہوئی ہے 2015-16 تک، اس میں ہماری Estimate Utilization جو 3.779 GM per year تھی اس سے بہت زیادہ بڑھ بھی گئی ہے، تو اس طرح بھی نہیں ہے کہ ہم نے کوئی Utilization of water نہیں کی ہے۔ میں آخر میں دو باتیں کہوں گا کیونکہ تقریر لمبی ہوتی جارہی ہے اور جس طرح میں نے کہا، پھر وہ مقصد فوت ہو جاتا ہے، وہ مزہ ختم ہو جاتا ہے تقریر کا بھی۔ یہاں پر جو بات ہوئی ہے واٹر بل کی، اس دن ہم نے یہاں پر واٹر بل پاس کیا ہے تو یہ بھی اس ایوان نے ایک کمال کر دیا ہے کہ یہ جو ایشو ہے، جو کنڈی صاحب نے یہاں پر ہائی لائٹ کیا ہے، اس واٹر ایکٹ کو ابھی گورنر صاحب نے اگر دستخط کیا ہوا ہو تو وہ واٹر ایکٹ بن گیا ہوگا، تو واٹر ایکٹ کے اندر آپ اگر دیکھیں تو ان چیزوں کو ایڈریس کیا گیا ہے کیونکہ گراؤنڈ واٹر ہے، یہ اس کا ایک الگ مسئلہ ہے، واٹر کوالٹی

کا ایک الگ مسئلہ ہے، یہ جو ایریگیشن کا جو Surface Water ہوتا ہے اس کا ایک الگ مسئلہ ہے، تو اگر وہ واٹر ایکٹ آپ اٹھا کر پڑھ لیں، اس کے اندر ان ساری چیزوں کا ہم نے احاطہ کیا ہوا ہے، ان شاء اللہ جب وہ Implement ہوتا رہے گا تو اس کے ساتھ بھی Water utilization کا سلسلہ ٹھیک ہوتا رہے گا۔ آخری بات سر، میں یہ ضرور کہوں گا کہ پاکستان تحریک انصاف کی صوبائی حکومت جو پراونس کے ایشوز ہیں، جو صوبائی ایشوز ہیں، اس کے اوپر تو میں آپ کو بتادوں کہ اس کے اوپر ہم نے بالکل کوئی Compromise نہیں کرنا ہے، یہ ہم سب کا فرض بنتا ہے اور ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ان ایشوز کو Pursue کریں اور پچھلے Tenure میں اگر آپ کو یاد ہو تو پرویز خٹک صاحب یہاں وزیر اعلیٰ تھے اور یہاں پر سارے ہاؤس کی جتنی بھی پارٹیز تھیں، میں بھی اس میں شامل تھا، ہم سب اسلام آباد گئے تھے، اس دن بڑی اچھی بارش بھی شروع ہوئی تھی اور ہم نے کے پی ہاؤس سے لیکر پارلیمنٹ تک واک بھی کیا تھا اور اس کے ہمارے اچھے نتائج بھی آئے تھے اور یہ نہیں ہے کہ یہاں پر کبھی کبھار میں سنتا ہوں، ایسا لگتا ہے کہ ہم نے اپنے صوبے کے لئے کچھ کیا ہی نہیں ہے، آپ دیکھ لیں، یہ جو آپ کے نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے اوپر ہمیشہ جو یہاں پر بات ہوتی ہے اور وہ ہمارا حق ہے، اس کی Uncapping کب ہوئی؟ Uncapping تو پی ٹی آئی کی پچھلی حکومت میں اور اس طرح نہیں ہوا تھا کہ کسی نے ہمیں خیرات میں دے کر دیا تھا کہ یہ 6 بلین سے Uncapping کر کے یہ آپ لیں کہ ہم نے آپ کے اوپر کوئی بڑا احسان کر دیا ہے، نیپرا کے اندر ہم کیس لے کر گئے اور اس ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک صاحب خود نیپرا میں Hearing کے لئے گئے اور جس طرح وکیل اپنا کیس عدالت میں Plead کرتا ہے تو خٹک صاحب خود کھڑے ہو گئے اور وہاں پر نیپرا میں انہوں نے خود وہ کیس Plead کیا اور اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی۔ آپ سب مولانا صاحب، آپ نگہت بی بی، یہ سب جتنے بھی ہمارے بیٹھے ہوئے اپوزیشن کے بڑے، وہ سب وہاں پر موجود تھے، آپ اس کے گواہ ہیں اور آپ نے اس کو سپورٹ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی دی، ہم نے 6 بلین سے Uncap کر کے آج آپ دیکھ لیں جو ہمارے بقایا جات اتنے زیادہ ہو گئے اور ہمارا حق اتنا زیادہ ہو گیا، وہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت تھی، آپ کی مدد سے صوبائی حقوق کے لئے وہ ہمارا کارنامہ تھا کہ وہ ہم نے Uncap کر کے دیئے، تو ان شاء اللہ اسی طرز پر ہم نے اپنا جو پانی ہے، اس کے حقوق کے لئے ہم نے وہاں پر کیس لڑنا ہے اور میں یہ بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ پرائم منسٹر عمران خان صاحب، وہ تو پورے ملک کے وزیر اعظم ہیں، ظاہر ہے انہوں نے پورے ملک کے انٹرسٹ

کو بھی دیکھنا ہے لیکن اس صوبے نے جو عزت ان کو دی ہے اور اس صوبے کے ساتھ جو لگاؤ ہے تو میں آپ کو یہ بتادوں کہ اکثر فیڈرل میٹنگز میں ہم بیٹھتے ہیں تو وہاں پر جو فیڈرل سیکرٹریز ہوتے ہیں یا فیڈرل حکام ہوتے ہیں، ان کو تو فیڈرل حکومت کے حق میں بات کرنا پڑتی ہے، پنجاب والوں کو پنجاب کے حق میں لیکن کبھی کبھار اس طرح بھی ہوتا ہے کہ ہمارا کیس پرائم منسٹر خود ہم سے زیادہ وہاں پر لڑ رہے ہوتے ہیں، تو ان کا ایک محبت کا رشتہ ہے اس صوبے کے ساتھ اور یہ ہمارا سب کا پاکستان ہے اور ہم سب نے آگے مل کر بڑھنا ہے۔ جو تجویز آئی ہے کہ اس طرح کے ایشوز کے اوپر جو ہمارے صوبائی حقوق ہیں، اس کے اوپر ہمیں کوئی جرگہ یا کوئی پارلیمانی کمیٹی یا اس طرح کا کوئی فورم ہمیں بنانا چاہیئے، یہ اچھی تجویز ہے، یہ بری تجویز نہیں ہے کیونکہ ہم کچھ پراونشل ایشوز کے اوپر اگر ہم ایگری کر جائیں تو یہ میرے خیال میں اگر اس ڈیبیٹ کو ہم اس پوائنٹ پر وائنڈاپ کر دیں، شوکت صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، تو کوئی مشورہ کر کے آج یا کل ہم کوئی مشترکہ لائحہ عمل، وزیراعلیٰ صاحب سے بھی مشورہ کر کے مشترکہ لائحہ عمل لے آئیں گے۔ لودھی صاحب بھی بیٹھے ہیں تو ان شاء اللہ اس کے اوپر بلکہ سر، میں ایک بات ضرور کہوں گا، میرے ساتھ ہشام خان بیٹھے ہیں تو ابھی ساؤتھ کی بات آپ کر رہے ہیں، کنڈی صاحب ساؤتھ کی بات کر رہے ہیں، وہاں سے ہمارے میاں صاحب ساؤتھ کی بات کرتے ہیں، یہ ہشام خان آپ کے ساؤتھ سے ایک نمائندہ، شاہ محمد خان آپ کے ساؤتھ کا نمائندہ اور ہمارے دیگر ممبران ساؤتھ سے، یہ لوگ تو بھی اس ساؤتھ کے لئے جھگڑا کرتے ہیں، کیبنٹ کے اندر بھی اور ہر فورم کے اندر یہ ساؤتھ کے لئے لڑتے جھگڑتے ہیں اور یہ ان کا حق بھی ہے کہ اپنے علاقے کے لئے اپنا سارا ان کا جو حق ہے وہ مانگیں لیکن سر، ہم مشورہ کر لیں گے اس کے اوپر جو بھی Relevant forum ہوا، اس کو آپ اگر جرگے کا نام دیں یا ہم پارلیمانی کمیٹی کا نام دیں، اس کے اوپر کل تک آپ ہمیں ٹائم دے دیں، اس کی ممبر شپ کے حوالے سے اور اس کی T.O.Rs کے حوالے سے مشورہ کر کے پھر آپ کے سامنے ایک موشن موو کر لیں گے اور اچھی بات ہے کہ اگر ان ایشوز کے اوپر ہم اکٹھے ہو جائیں تو میرے خیال میں صوبے کا فائدہ ہے اور ان شاء اللہ اس طرح کے جو ٹاپکس ہیں اور اس طرح کے جو ایشوز ہیں، تو گورنمنٹ ضرور اس کے اوپر آپ کی تجاویز اپوزیشن کی ہم سنیں گے بھی اور ان شاء اللہ آپ کی تجاویز کو لے کر ہم فیڈرل حکومت کے پاس جائیں گے اور ان شاء اللہ یہ وعدہ ہے کہ اپنے حقوق ان شاء اللہ ان شاء اللہ صوبے کیلئے ضرور ہم لے کر آئیں گے۔ بہت شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب میر کلام صاحب۔

جناب میر کلام خان: تھینک یو جناب سپیکر، سلطان صاحب نے بڑی ڈیٹیل سے بات کی لیکن جناب سپیکر، یہ جو بحث چل رہی ہے۔ میرے خیال میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے یہاں پر یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جو ہمارے حلقے میں ہوتی ہیں، اس پر ہم نے زیادہ توجہ دی ہے لیکن صوبے کے جو ہمارے وسائل ہیں یا ہماری جو ذمہ داری ہے، یہاں پر کروڑوں لوگوں کی جو ہم نمائندگی کر رہے ہیں، اس کے حق کیلئے ہم نے اتنی سنجیدہ بات آج تک نہیں کی تھی۔ تو جناب سپیکر، اس لئے میں اس پر بات کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر ہمارے آپ سے لے کر اس سرے تک ساری کی ساری ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس صوبے کے جتنے بھی وسائل ہیں، خواہ وہ بجلی کا خالص منافع ہو یا پانی کا یا جو مسئلہ کنڈی صاحب نے اٹھایا ہے، اس لئے جناب سپیکر، ہمارے ساروں کی ذمہ داری اس لئے بنتی ہے کہ اگر آپ دیکھیں ڈپٹی سپیکر صاحب، کہ کراچی میں یا لاہور میں رات کو پشتو زبان بولی جاتی ہے، وہ کس لئے کہ ہمارے بوڑھے سفید داڑھی والے وہاں پر چوکیداری کیلئے جاتے ہیں، اس لئے کہ ہم اپنے صوبے کے وسائل Utilize نہیں کر رہے ہیں جناب سپیکر، اگر آپ دیکھ لیں، پورے کے پورے ملک میں بوٹ پالش پشتون کر رہا ہے جناب سپیکر، جو ہمارے لئے انتہائی بری بات ہے، کس لئے؟ اس لئے کہ ہم اپنے وسائل کو Utilize نہیں کر رہے ہیں، آج کے دن تک جناب سپیکر، ہمیں گلہ ہے ریاست سے، ہمیں گلہ ہے ریاست سے، وہ یہ کہ جناب سپیکر، دہشت گردی کی جنگ پختونخوا میں اور کارخانے اور ہماری بجلی، ہمارے پانی کی وہ Utilization دوسرے صوبوں میں، پھر جناب سپیکر، تاریخ میں آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ ہم نے کبھی بجلی کی صوبہ بندی لگائی ہوئی ہو لیکن پنجاب اکثر اوقات ہم پر گندم کی وہ لگاتا ہے۔۔۔(تالیاں)۔۔۔کہ ہم نے صوبہ بندی لگائی ہے۔ جناب سپیکر، اگر ہم اپنے وسائل کو Utilize کریں پھر یہ مسئلہ نہیں ہوگا، تو اس لئے جناب سپیکر، ہمیں گلہ ہے ریاست سے۔ سلطان صاحب نے ٹھیک کہا کہ یہ اس حکومت کی غلطی نہیں ہے، 1991ء سے یہ بات چل رہی ہے، تو جناب سپیکر، ہم سب نے مل کر اس پر کام کرنا ہوگا اور اس لئے جناب سپیکر، کہ ہمارے علاقے صرف اور صرف ہمارا پختونخوا جنگ کیلئے ہے، یہاں پر بارود کیلئے ہے، جناب سپیکر، یہاں پر اس ملک میں اس ریاست پر آپ کی توجہ چاہیئے ہوگی کہ جس صوبے کے وسائل ہیں، جس کے بھی ہیں، خدا اس کی اپنی زمین کو جنت الفردوس بنائے لیکن پختونخوا کے وسائل پر ہمارا حق ہے، اس صوبے کے لوگوں کا، جناب سپیکر، اس پر ہم کو سنجیدگی سے بات کرنی چاہیئے، اس لئے جناب سپیکر، کہ اس ملک

نے، اس ریاست نے ڈالروں کے عوض پشتونوں کی عزت کو کس کس بازار میں نہیں بیچا؟ جناب سپیکر، آج کے دن تک ان باتوں پر مجھے شرم آتی ہے یہاں پر کرنے کی لیکن میری مجبوری ہے جناب سپیکر، آج بھی ہمارے لوگ افغانستان میں آئی ڈی پیز ہیں، آج بھی اس دہشت گردی کی وجہ سے ہمارے لوگ بکاخیل کیمپ میں رہ رہے ہیں جناب سپیکر، چھ سال ہوگئے ہیں لیکن ریاست خاموش تماشائی بیٹھی ہے جناب سپیکر، مجھے اردو کا وہ شعر یاد آتا ہے کہ

پھول پھینکے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن، کچھ تو ادھر بھی

توجناب سپیکر، اس وطن کی خاطر یہ اس علاقے میں رہنے والے جس میں 'کوراوگور' شامل ہے، اس پختونخواوطن میں سارے یہاں پر جس زبان کے لوگ ہیں، جس مذہب کے لوگ ہیں، جس مسلک کے لوگ ہیں، یہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہمارے ساروں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے جائز حقوق کیلئے ہم اپنی بات کریں۔ جناب سپیکر، کنڈی صاحب نے یہاں پر ایک انتہائی اچھا ایشو اٹھایا ہے جناب سپیکر، ہم یہاں پر نلکا لگانے کیلئے یا ان چیزوں کیلئے یا گلی بنانے کیلئے نہیں بھیجے گئے ہیں جناب سپیکر، اس پورے ساڑھے تین کروڑ عوام کی یہ جو یہاں پر حق تلفی ہو رہی ہے، مرکز سے اس ریاست میں، توجناب سپیکر، میری گزارش ہوگی کہ سی سی آئی کی میٹنگ میں ہمارے سی ایم صاحب اور ہمارا جو نمائندہ ہوتا ہے، وہ ان ساری باتوں پر بات کریں جناب سپیکر، وہ بجلی کا خالص منافع ہو یا مرکز کے ساتھ ہمارے جتنے بھی Resources ہیں، اس پر بات کی جائے اور یہاں پر جو لوگ رہ رہے ہیں، جو مجبوری کی زندگی گزار رہے ہیں جناب سپیکر، ہمیں بھی یہاں پر لوگوں کو ایسی زندگی دینی چاہیئے جس طرح سیالکوٹ کے لوگوں نے اپنے عوام کو دی ہے، جس طرح دوسرے علاقوں میں لوگوں نے اپنے عوام کو دی ہے، توجناب سپیکر، میری تجویز ہوگی کہ اس سارے کے سارے پر ہم نے سیاست نہیں کرنی ہے، سارے کا سارا ایوان متفق ہے اور اس پر اس طرح کا کام ہونا چاہیئے کہ جناب سپیکر، اس ایوان کے ذریعے اس صوبے کو ہم کچھ خوشخبری دیں، اس صوبے کے اس غریب عوام کو کچھ خوشخبری دیں۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: میر کلام صاحب۔

<u>جناب میر کلام خان</u>: اور میں آخر میں پشتو کے ایک شعر پر ختم کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر، آپ کو تنگ نہیں کرنا چاہتا، آپ کی بہت مہربانی کہ مجھے موقع دیا، جناب سپیکر۔

ے

وئیل چې خبره دا نه وه چې ما سره خبرې نه وې
خبره دا وه چې خبرې مې چا نه اورېدې

ډېره مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نعیمہ کشور صاحبہ، میر کلام صاحب نے بات کی، سلطان خان صاحب نے بڑی تفصیل سے جواب دیا، آپ کو اور Repetition سے کچھ فائدہ نہیں، اگر کوئی نئی بات ہے تو آپ کر لیں، Repetition سے کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لئے کنڈی صاحب اور باقی ہمارے عنایت صاحب نے کافی تفصیلی بات کی ہے تو Repetition سے کوئی فائدہ نہیں ہے، کوئی پوائنٹ سکورنگ ہمیں نہیں کرنی چاہیئے، جس طرح سلطان خان نے کہا ہے اور باقی ممبران نے کہا ہے کہ یہ صوبہ ہمارا ہے اور ہم نے اس صوبے کے حقوق کیلئے اکٹھے لڑنا ہے، تو ہمیں اس پر بات کرنی چاہیئے۔ نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، اس لئے ہم نے کہا کہ منسٹر صاحب بعد میں وائنڈ اپ کریں تاکہ Repetition نہ ہو۔ سپیکر صاحب، پانی کا جو مسئلہ ہے یہ صرف صوبائی بھی نہیں ہے، قومی بھی نہیں ہے، یہ اب انٹرنیشنل مسئلہ بن گیا ہے اور جب یہ 21 مارچ 1991ء کو یہ Accord ہوا تھا تو جس طرح ہمارے دوسرے ممبران نے فرمایا کہ ہمارے صوبے کو اس پر بھی بہت زیادہ تحفظات تھے کیونکہ اس وقت یہ نواز شریف صاحب کے دور میں بنا تھا، ایک اچھا Accord تھا لیکن پھر بھی اس سے بہتر ہو سکتا تھا، اس میں زیادہ تر شقیں پنجاب کو سپورٹ کرتی تھیں، لیکن پھر بھی جو بھی بنا ہے، ابھی تک ہم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ جناب سپیکر صاحب، میرے خیال میں جو قومی اسمبلی کی سب کمیٹی تھی پانی و بجلی کی، وہ ریکارڈ پر ہے کہ جو 2003ء سے پانی کا جو ہمارا حصہ ہے وہ ہم استعمال نہیں کر رہے ہیں اور ہم جو ادھار پانی لے رہے ہیں، ہماری 30 فی صد گنجائش کم ہو رہی ہے جبکہ ہماری آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے، تو میرے خیال میں یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور ہمیں اس کو سی سی آئی کی ہر میٹنگ کے ایجنڈے پر رکھنا چاہیئے لیکن افسوس کے ساتھ ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ سی سی آئی جو ایک آئینی ادارہ ہے، اس کی میٹنگ نہیں ہو رہی ہے حالانکہ ہر تین مہینے بعد اس کی میٹنگ لازمی ہے لیکن نہیں ہو رہی ہے۔ اب تو ہمیں یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ جو اس Accord کا پیرا (2) ہے، سندھ اس کو بھی ختم کرنا چاہ رہا ہے جس کو ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اور بلوچستان کو جو استثنیٰ حاصل ہے یا جو ہم Claim کر رہے ہیں وہ اس کو بھی ختم کرنا چاہ رہے ہیں جس سے ہمیں بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ جس طرح کنڈی صاحب نے کہا کہ ہمیں جاگنا ہو گا تو واقعی ہمیں جاگنا

ہو گا، اگر منسٹر صاحب ہمیں سننا چاہیں، تھوڑا سا خواتین کو بھی اگر سنیں سلطان صاحب، تو بڑی مہربانی ہو گی، ہو سکتا ہے ہم بھی کچھ ایک دو پوائنٹس کہہ سکیں، اگر منسٹر صاحب تھوڑی سی توجہ دینا چاہیں تو مجھ پر بہت احسان ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب، شوکت یوسفزئی صاحب، آپ بیٹھ جائیں جی۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: تو سپیکر صاحب، میں کہنا چاہ رہی تھی کہ ٹھیک ہے، ایک تو یہ ہے کہ ہمیں اس کو سی سی آئی میں لے جانا چاہیئے لیکن اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہماری جو Utilization ہے، اس پر توجہ دینی چاہیئے اور جو دوسری چیز ہے جو ٹیلی میٹر سسٹم ہے، ہمیں اس کو دیکھنا ہے کہ اس پر کتنا عمل درآمد ہو رہا ہے، ہمارا کتنا پانی ضائع ہو رہا ہے؟ اور منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے تو Calculation کی ہے لیکن جو ٹیلی میٹر سسٹم ہے اس کی تنصیب ہوئی ہے، اس پہ کتنا عمل درآمد ہو رہا ہے؟ ہم تو سن رہے ہیں کہ ہو رہا ہے لیکن کتنا ہو رہا ہے اس پہ ابھی دیکھنا چاہیئے۔ ایک اور ایشو جس پہ میں توجہ دینا چاہ رہی تھی، آپ کی بات کہ کوئی Repetition نہیں کرنی چاہیئے لیکن ابھی Climate change ہو رہی ہے، Climate change میں ہمارے بہت زیادہ گلیشئر ضائع ہو رہا ہے، ہمارے صوبے کا سارا پانی بھی اس میں ضائع ہو رہا ہے، منسٹر صاحب نے کہا کہ ہمارا چارسدہ سے تعلق ہے، ہمارا چارسدہ ہر سال سیلاب میں ڈوب جاتا ہے، ہمارا پانی سارا سیلاب میں بہہ جاتا ہے جب سیلاب آتا ہے، بارشوں کا آج کل بھی موسم ہے لیکن فرانس میں جو Agreement ہوا تھا، اس میں ہر اس ملک کو سو ارب ڈالر ملیں گے جو بہتر پروگرام دے گا، اس کے لئے آپ کا جو بل پاس ہوا ہے، اس کو میں ایک اچھی پیش رفت لے رہی ہوں، جو ابھی پرسوں ہمارا بل پاس ہوا ہے، ایک اچھی چیز اس کو میں دیکھ رہی ہوں کہ ہم نے پانی کی طرف اور پانی کا جو ضیاع ہے اس کو روکنے کے لئے اس کی Utilization کے لئے ایک اچھی پیش رفت ہے، اس پہ Implement ہونی چاہیئے، میں اس کو Appreciate کرتی ہوں لیکن اس کے لئے آپ نے کتنا کام کیا؟ کیونکہ ہمارے ملک پر جو Climate change کا جو اثر ہے، دوسرے جو ترقی پذیر ملک ہیں وہ ہمیں فنڈ کریں گے لیکن وہ ہمارے ملک کو فنڈ اس وقت کریں گے جب ہم بہتر پروگرام دیں گے اور بہتر پروگرام ہمارا ملکی سطح پہ نہیں ہو گا، ظاہر ہے ہمارے صوبے بہتر پروگرام دیں گے تو اس میں سے ہمیں شیئر ملے گا، تو ہمارا صوبہ اس کے لئے کتنی تیاری کر رہا ہے؟ جس طرح بلین ٹری کا ہے Climate change کے لئے، اس کے لئے فنڈ مل رہا ہے تو اس کے لئے بھی مل جائے گا جو پانی کا استعمال ہے۔ تو میرے خیال میں ضروری ہے کہ ہم اس

طرف توجہ دیں اور اس کے لئے جو وہ فنڈ ہے اس سے بھی ہم اپنے لئے فنڈ لے سکیں اور ہمارے ملک میں جو پانی ضائع ہو رہا ہے اس کو اس میں استعمال کریں، سمال ڈیمز بنائیں، جو بڑے ڈیمز ہیں، وہ بنائیں، جو واٹر چینلز ہیں وہ بنائیں، دوسرے زرعی استعمال کے لئے جو پانی ہم کھلا اس میں ضائع کرتے ہیں اس کو ختم کریں۔ جب ہم قومی میں تھے تو اکثر ہمارے جو قومی ڈیلی گیشن ہوتے تھے جو سرکاری ہوتے تھے وہ چائنا کے لئے وزٹ کرتے تھے، تو ہم اکثر پوچھتے تھے کہ ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا کی اس میں کتنی نمائندگی ہے؟ تو وہ ہمیں بتاتے کہ کونسا منسٹر جا رہا ہے یا کونسا ایریگیشن کا بندہ جا رہا ہے، تو چونکہ چائنا کا ہم نے دیکھا ہے، ہم نے خود بھی وزٹ کیا تھا کہ اس نے اپنے پانی کے استعمال کے لئے بہت اچھا طریقہ کار کو استعمال کیا ہے کہ پانی زیادہ استعمال نہ ہو، تو اس سے ہم نے کتنا فائدہ لیا ہے؟ میرا ایک کوسچن یہ ہے کہ جو چائنا کے لئے ہمارے اتنے ڈیلی گیشن گئے ہیں، بہت زیادہ ہمارا اس پہ پیسہ Climate change نے استعمال کیا ہے، اس میں ہمارے صوبے کے لوگ بھی گئے تھے پچھلی گورنمنٹ میں، تو اس سے ہم نے کتنا فائدہ لیا ہے، کتنا وہ طریقہ کار ہم نے کیا؟ کیونکہ وہ ایک Lake بناتے تھے، وہ جو بارش کا پانی ہوتا تھا یا جو سیلاب کا پانی ہوتا تھا وہ اس کو استعمال کیا جاتا تھا، تو اس سے ہم نے کتنا فائدہ لیا ہے؟ تو میرے خیال میں چونکہ جس طرح کہا جا رہا ہے کہ آنے والا وقت ایسا ہے کہ جو جنگیں ہوں گی وہ صرف پانی پہ ہوں گی، تو میرے خیال میں بہت ضروری ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں، ہم سمال ڈیمز بنائیں، پانی کی Utilization کو بہتر کریں، ہمارے زرعی سسٹم میں جو پانی ہم ضائع کر رہے ہیں اس کو روکیں، تو میرے خیال میں اس وقت بہت ضروری ہے کہ ہم اس پر توجہ دیں اور یہ بھی ایک اہم چیز ہے کہ ہم جو سی سی آئی کی میٹنگ ہے یا جو دوسرے ہمارے قومی فورم ہیں، ان پہ ہم ان ایشوز کو اٹھائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جو سی آر بی سی کا ایشو ہم بار بار اٹھاتے رہے، میں نے بجٹ سپیچ میں بھی کہا تھا، جب پی ایس ڈی پی کی بات ہو رہی تھی تو قومی بجٹ سے دو دن پہلے ہمارے وزیر اعلیٰ کی میٹنگ ہوئی تھی سی ایم کے ساتھ، تو کس طرح یہ ممکن تھا کہ دو دن پہلے اس کو بجٹ میں شامل کیا جا سکتا تھا؟ تو ٹھیک ہے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی اس پہ بھی میٹنگ ہوئی تھی، ہم نے دیکھا تھا، اسد عمر سے بھی میٹنگ ہوئی تھی لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا، تو میرے خیال میں ضروری ہے کہ جو ہمارے آئینی ادارے ہیں، وہ فعال ہوں، ہمیں مرکز کو پریشرائز کرنا چاہیئے کیونکہ اس وقت جو گورنمنٹ صوبے میں ہے وہ مرکز میں بھی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وائنڈاپ کریں جی۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: وہ مرکز میں بھی ہے، تو ہمیں ان ایشوز کو جو ہمارے Claims ہیں، ہمیں اپنے جو آئینی فورم ہیں اس پہ اٹھانا چاہیئے اور صوبائی جو ہمارے Claims ہیں جس طرح یہ گورنمنٹ اپوزیشن میں تھی اور اس کو اٹھاتی تھی، تو اب بھی اس کو اٹھانا چاہیئے۔ تھینک یو جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، تھینک یو جی۔

ملک بادشاہ صالح: جناب سپیکر، کورم پورا نہ دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں جی، کورم کی نشاندہی انہوں نے کر دی ہے، سپیکر صاحب، آپ بیٹھ جایئے، آپ کو پتہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب، کاؤنٹ کریں کتنے ہیں؟ کاؤنٹ کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم اٹھارہ ممبرز اس وقت بیٹھے ہیں اسمبلی میں، کورم پورا نہیں ہے۔

The sitting is adjourned till 3:00 pm, Tuesday, 14th July, 2020.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 14 جولائی 2020ء بعداز دوپہر تین بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا)